سلسلہ وار

تعلیمی تربیتی و فکری

بچوں کا مشرب ناب

شمارہ ۲

متاب پبلیکیشنز

فہرست

رمضان دلوں کی بہار	2
امام حسن علیہ السلام	5
محب اور شیعہ میں فرق(ایک اصطلاح ایک کہانی)	8
تیسرا گھر	11
بوجھو تو جانیں(امام علی علیہ السلام سے باتیں)	13
میری سہیلی	17
پرندے کی کوشش(فلسطینیوں پر مظالم اور ہماری ذمہ داری)	18
شیطان سے جنگ (مفہوم تقویٰ)	20
دشمن کون (نظم)	23
قرآن کی فریاد	24
دنیا کی مثال	26
دل کا وائرس(نفاق و منافقت از نظر قرآن)	27
نیکی کا بدلہ حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہ	30
حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا (نظم)	31

رمضان دلوں کی بہار

آسیہ اور کرن دونوں مسکراتی ہوئی کلاس میں ایک دوسرے کو دیکھ رہی تھیں۔ دونوں کے ہاتھ میں چھوٹا سا پودا تھا جو سائنس کی ٹیچر نے انہیں اُگانے کے لیے ایک مہینہ پہلے ہوم ورک کے طور پر دیا تھا۔ ویسے تو باقی بچے بھی اپنا اپنا پودا ساتھ لائے تھے، مگر آسیہ اور کرن دونوں اپنے پودے کو دیکھ کر بہت خوش ہو رہی تھیں کیونکہ اِن کا پودا باقی سب کے پودوں سے زیادہ بڑا تھا اور اس پر پتے بھی زیادہ لگے ہوئے تھے۔ جیسے ہی کلاس میں ٹیچر داخل ہوئی، تمام بچیاں کھڑی ہو گئی اور سائنس کی ٹیچر کو سلام کیا اور خوشی خوشی سب نے اپنے پودوں کو ڈیسک پر رکھ دیا تاکہ ٹیچر کو نظر آسکے۔

سب بچے بہت خوش تھے کیونکہ بیج سے پودا نکلنے کا مرحلہ سب نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا جو سب کے لیے بہت دلچسپ تھا، مگر اس کے ساتھ ساتھ بچیوں کے ذہنوں میں کافی سارے سوالات بھی تھے، جو وہ ٹیچر سے پوچھنا چاہ رہی تھیں۔ بچیوں کو سائنس کی ٹیچر بہت زیادہ پسند تھی کیونکہ وہ انہیں پریکٹیکل ورک دے کر ہر چیز بہت اچھے طریقے سے سمجھاتی تھیں اور آج جب بچیوں نے خود بیج بو کر پودا اُگایا تو سب کو بہت خوشی بھی محسوس ہو رہی تھی۔

ٹیچر ناہید کی بھی ہر وقت یہی کوشش رہتی تھی کہ وہ اسطرح سے بچوں کو سمجھائے کہ نہ صرف وہ بات بچوں کو اچھی طرح سمجھ آجائے بلکہ اُن کے ذہنوں میں مزید سوالات بھی پیدا ہو جو ان کے علم میں مزید اضافہ کرے۔

"جی تو بچیوں آپ سب کا پودا اُگانے کا experiment کیسا رہا"۔ ٹیچر ناہید نے سائنس کی کتاب کھولتے ہوئے بچیوں سے سوال کیا۔

"ٹیچر میں تو ہر روز اپنے پودے کو پانی ڈالتے ہوئے غور سے دیکھتی تھی اور روزانہ موبائل سے تصویر بھی کھینچتی تھی تاکہ پودے کے ہر دن کے بڑھنے کے عمل کو بہت اچھی طرح سمجھ سکوں۔" زہرا نے اپنا پودا ہاتھوں میں اُٹھا کر کہا۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے، اس طرح تو آپ کو بہت اچھی طرح سے سمجھ آیا ہو گا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے پودوں کو بڑا کرتا ہے۔" ٹیچر نے زہرا کی دلچسپی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

کرن نے کھڑے ہو کر ٹیچر سے سوال کیا" ٹیچر یہ جو میں نے پودا اُگایا ہے، اس کے لیے دو بیج لیے تھے، ایک بیج تو میں نے اس مٹی کے چھوٹے سے گملے میں بویا تھا اور اس سے پودا نکل آیا مگر دوسرا بیج میں

نے زمین کھود کر اس میں بویا تھا، لیکن وہاں سے اب تک پودا نہیں نکلا اس کی وجہ کیا ہو سکتی ہے ؟" ٹیچر نے کرن کے سوال کو سراہا، (یہی سائنس کی ٹیچر کی خصوصیت تھی کہ وہ ہر بچے کے سوال کا بہت اچھی طریقے سے جواب دے کر انہیں مطمئن کرتی تھیں، اس لیے بچیاں بھی بلا جھجک ٹیچر سے سوال پوچھتی تھیں)۔

"جی تو پیارے بچوں! کرن نے بہت اچھا سوال کیا ہے، آپ میں سے کوئی بتا سکتا ہے اس کا جواب کیا ہو سکتا ہے ؟ کرن نے دو بیج لیے، ایک بیج کو گملے کی مٹی میں ڈالا اور اس سے آپ سب کے سامنے پودا اُگا ہوا نظر آ رہا ہے، لیکن ایک بیج جو کرن نے گھر کی زمین میں بویا اس زمین سے کوئی پودا نہیں نکلا اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے ؟" ثناء نے کھڑے ہو کر جواب دیا "شاید وہ بیج ہی اس قابل نہیں ہو گا کہ اس سے پودا اُگ سکیں"۔ کرن نے فوراً کہا "نہیں ٹیچر دونوں بیج بالکل ایک جیسے ہی تھے۔"

مصباح نے کہا "کہیں ایسا تو نہیں کہ کرن نے اس پودے کو پانی ہی نہیں دیا ہو، اس وجہ سے پودا نہ اُگ سکا ہو۔" ٹیچر نے کہا "بات تو صحیح ہے، یہ بھی ممکن ہو سکتا ہے۔" کرن نے کہا "نہیں میں دونوں پودوں کو برابر پانی دیتی تھی۔" اب ٹیچر نے سمجھانا شروع کیا "اب جب کرن نے دونوں بیج ایک جیسے بوئے تھے اور پانی بھی دونوں کو دیا تھا تو پھر ایک وجہ اور بھی ہو سکتی ہے وہ یہ کہ پودا اُس زمین پر اُگتا ہے جو نرم ہو، جب زمین نرم ہوتی ہے اور اس میں بیج بویا جاتا ہے تو وہ نرم زمین بیج کو قبول کرتی ہے اور اس میں سے بیج پھوٹتا ہے، لیکن سخت زمین اس قابل نہیں ہوتی کہ اس میں پودا اُگ سکیں یعنی بیج کے بونے کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ نرم زمین پر بویا جائے اور چونکہ کرن نے شاید سخت زمین پر بیج بویا ہو گا اس لیے پودا نہیں اُگ سکا، بتائیں کرن کیا ایسا ہی ہوا تھا؟"

کرن نے کہا "جی ٹیچر مجھ سے یہی غلطی ہوئی تھی کہ گھر کی زمین تو بڑی سخت تھی بڑی مشکل سے اُس کے اندر بیج دبایا تھا شاید اسی وجہ سے نہیں اُگ سکا ہو گا۔" اب تمام بچوں کو پودا نہ اُگنے کی وجہ سمجھ آ چکی تھی۔ افشاں نے سوچتے ہوئے کہا "ٹیچر سخت زمین کیوں اس قابل نہیں ہوتی کہ اس میں پودا اُگ سکیں۔" اب ٹیچر نے مسکراتے ہوئے افشاں کو جواب دیا "بیٹا دیکھیں یہ اللہ کا قانون ہے کہ نرم زمین ہی ہمیشہ بیج کو قبول کرتی ہے اور پھر پودا اُگ سکتا ہے، اگر زمین سخت ہو تو وہ زمین اس قابل ہی نہیں ہوتی کہ اس سے پودا اُگے۔" فوراً ہی نازیہ نے ہاتھ کھڑا کیا گویا نازیہ کے ذہن میں ایک اور سوال پیدا ہوا تھا "جی بیٹا نازیہ آپ کیا کہنا چاہ رہی ہیں ؟" ٹیچر نازیہ کی طرف متوجہ ہوئی۔

"جی ٹیچر! میرے ذہن میں ایک اور سوال آیا کہ ایسا کیوں ہوتا ہے کہ بعض موسم میں بہت اچھے اچھے پھول، پودے، سبزیاں اور پھل اُگتے ہیں اور بعض موسم میں جیسے خزاں میں سارے پتے جھڑ جاتے ہیں اور کوئی پھل پھول نہیں اُگتا۔ اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے ؟"

"جی بہت اچھا سوال کیا، میں نے آپ کو پودا اُگانے کا جو ہوم ورک دیا تھا وہ صرف اسی لیے تھا کہ آپ سب کے ذہنوں میں مختلف سوالات اٹھیں اور آپ مکمل طور پر جان سکیں کہ پودے کے اُگنے کے کیا کیا

مراحل اور کون کون سے طریقے ہوتے ہیں۔جی تو کچھ موسم ایسے ہوتے ہیں جسے بہترین موسم کہا جاتا ہے جس میں پھل، پھول اُگتے ہیں، سبزیاں اُگتی ہیں، جیسے موسم بہار، اللہ نے اس موسم میں مٹی میں بھرپور صلاحیت رکھی ہے کہ اس کے ذریعے بہترین پودااُگ سکے جب کہ یہ صلاحیت خزاں کے موسم میں نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔اور یہ بہت ہی بہترین مثال بھی ہے ہماری عملی زندگی کے لیے اور وہ یہ کہ ماہِ رمضان ماہِ قرآن ہے اور قرآن ہدایت کے لیے نازل ہوا ہے، یعنی ہماری رہنمائی کے لیے، ہماری عملی زندگی کو بہتر بنانے کے لیے، مگر ہدایت کا بیج صرف اس دل میں بویا جاسکتا ہے جو دل نرم ہو، جو دل سخت ہوتے ہیں اس پر ہدایت اثر نہیں کرتی۔حالانکہ قرآن سب کی ہدایت کے لیے ہے مگر شرط یہ ہے کہ ہم ہدایت حاصل کرنے کے لیے اپنے دل کی زمین کو نرم کریں اور اگر دل کی زمین گناہوں کی وجہ سے سخت ہو گئی ہے تو اس پر کسی قسم کی ہدایت بھی اثر نہیں کرے گی اور ہم دیکھتے ہیں کہ کتنے لوگ ہیں جو قرآن پڑھتے چلے جاتے ہیں، کتنے ہی قرآن ختم کرلیتے ہیں، قرآن کے حافظ بھی بن جاتے ہیں، کتنی مرتبہ قرآن کے ترجمے مکمل پڑھ لیتے ہیں مگر ان کی عملی زندگی میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔اس لیے کہ دل کی زمین گناہوں کی وجہ سے سخت ہو چکی ہوتی ہے، تو ہدایت صرف اس وقت اثر کرے گی جب دل کی زمین نرم ہو۔"

بچے انتہائی غور سے ٹیچر کی بات کو سن رہے تھے جیسے کوئی نئی بات پتہ چلی ہو۔زہرا نے کھڑے ہو کر سوال کیا"ٹیچر ہم کس طرح سے اپنے دل کی زمین کو نرم کرسکتے ہیں تاکہ ہدایت ہمارے دلوں میں بھی اُترے، ہمیں بھی قرآن سمجھ آئے اور پھر ہم اس پر عمل کرکے اچھے انسان بن سکے۔"

ٹیچر نے جواب دیا"بیٹا یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔یہ ماہ رمضان دلوں کی بہار کا ہی تو مہینہ ہے، جس طرح بہار کے موسم میں زمین مکمل طور پر تیار ہوتی ہے سبزہ اُگانے کے لیے، اسی طرح ماہِ رمضان میں دل آمادہ ہوتا ہے ہدایت کو سمجھنے کے لیے۔اللہ تعالیٰ نے دل کو یہ صلاحیت دی ہے کہ اس ماہ میں دل نرم ہو جاتے ہیں اور ہدایت کو قبول کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں اور اگر ہم چاہے تو اس رمضان کے مہینے سے بھرپور فائدہ اٹھا کر قرآن سے ہدایت حاصل کرسکتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگ کر قرآن سے رہنمائی حاصل کرکے اپنے آپ کو بہترین انسان بنا سکتے ہیں۔"

سب بچوں کے چہروں پر مسکراہٹ تھی گویا ایسا لگ رہا تھا کہ ٹیچر کی بات سب کے ذہنوں میں اُتر گئی ہو۔

زہرا نے کہا"ٹیچر یہ تو آپ نے بہت اچھی بات کہی، جب رمضان دلوں کی بہار کا مہینہ ہے تو اس مہینے میں، میں بھی زیادہ سے زیادہ قرآن پڑھوں گی اور اس کو سمجھنے کی کوشش کروں گی اور اس پر عمل کرنے کی بھی کوشش کروں گی۔"

"ٹیچر ہم سب بھی ایسا ہی کریں گے"سب نے ایک آواز میں کہا۔

ٹیچر ناہید کے چہرے پر عجیب سی چمک اور خوشی تھی گویا وہ اللہ کی شکر گزار تھی کہ ایک بہت اہم بات بچوں کو سمجھانے میں کامیاب ہو گئی ہیں۔

امام حسنؑ

آدھا چاند

بچو! کیا آپ جانتے ہیں کہ کون کون سے اماموں کی ولادت مہینہ کے درمیان کی تاریخوں میں ہوئی ہے؟ اگر آپ نہیں جانتے تو ہم آپ کو بتائیں گے تا کہ ہم اپنے مہربان اماموں کے بارے میں مزید جان سکیں۔ کیا آپ کو یاد ہے کہ کس امامؑ کی ولادت کا دن ماہِ شعبان کی درمیانی تاریخ یعنی پندرہ شعبان کو ہے؟

جی! کچھ بچوں کو میرے سوال کا صحیح جواب معلوم ہو گا۔ جی ہاں! یوم ولادتِ امام زمانہؑ، امام مہدی علیہ السلام۔ امام ہادی علیہ السلام کی ولادت بھی ماہ ذی الحجہ کی درمیانی تاریخ یعنی پندرہ ذی الحجہ میں ہوئی، جس مہینے میں لوگ حج پر جاتے ہیں اور حاجی بنتے ہیں۔

لیکن ماہِ رمضان کے درمیان میں یعنی پندرہ رمضان کو، جو خدا کا مہینہ ہے، امام علی علیہ السلام کے بڑے بیٹے امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی جس کی وجہ سے ہم اس دن خوشی مناتے ہیں۔

سالگرہ

ہجرت کا تیسرا سال اور ماہِ رمضان کی پندرہویں تاریخ تھی۔ اس دن مدینہ منورہ کے شہر میں ایک ایسے بچے کی ولادت ہوئی جس نے شہر والوں کو خوش کر دیا۔ یہ خوشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلے نواسے کی ولادت کی وجہ سے تھی۔ امام علی علیہ السلام اور فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا، اس بچے کے ماما اور بابا بہت خوش تھے اور ان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی اور وہ چاہتے تھے کہ جلد از جلد اس

ولادت کی خوش خبری سنائیں۔ جب یہ خبر رسول اللہ تک پہنچی تو وہ بھی بہت خوش ہوئے اور اپنی بیٹی کے گھر چلے گئے۔ جب وہ گھر میں داخل ہوئے تو امام علیؑ بچے کو سفید کپڑے میں لپیٹ کر رسولؐ کے پاس لے آئے۔ رسولِ خداؐ نے اللہ کے حکم سے اس خوبصورت بچے کا نام "حسن" رکھا۔ بچو! آپ کو بھی یہ جان کر خوشی ہو گی کہ اُس وقت تک یہ نام کسی اور کا نہیں رکھا گیا تھا۔

بچپن

امام حسن علیہ السلام کی عمر صرف سات سال تھی، اُن کی ماما حضرت فاطمہ زہراؑ انھیں روز مسجد بھیجتی تھیں۔ امام حسن علیہ السلام وہ ساری باتیں یاد کر لیتے جو وہ مسجد میں اپنے نانا رسول اللہؐ سے سنتے تھے اور جب گھر واپس آتے تو وہ تمام باتیں اپنی ماما حضرت فاطمہؑ کو بتاتے تھے۔

جب بھی امام علیؑ گھر واپس آتے تو حضرت زہراؑ کو قرآن کی وہ آیات پڑھتے ہوئے دیکھتے جو ابھی کچھ دیر پہلے رسول اللہؐ پر نازل ہوئی تھیں، امام علیؑ حضرت فاطمہ زہراؑ سے سوال کرتے کہ آپ نے یہ آیتیں کہاں سے سنی؟ تو حضرت زہراؑ جواب دیتیں کہ میں نے اپنے بیٹے حسنؑ سے سنی ہیں۔

ایک دن امام علیؑ گھر میں چھپ گئے تاکہ یہ دیکھ سکیں کہ ان کے بیٹے حسنؑ نے کس طرح رسول اللہؐ کے الفاظ حضرت زہراؑ کو سنائے۔ امام حسنؑ حسبِ معمول گھر میں داخل ہوئے تاکہ اپنی ماما کو بتا سکیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ سلم سے کیا سُنا تھا۔ لیکن اس بار جب وہ بولنے لگے تو اُن کی زبان رُکنے لگی، حضرت فاطمہؑ حیران ہوئیں، لیکن امام حسنؑ نے اپنی والدہ سے فرمایا" تعجب نہ کریں، جب کوئی بڑی شخصیت میری بات سُن رہی ہوتی ہے تو میری زبان اُن کے احترام کی وجہ سے رُکنے لگ جاتی ہے"۔ اسی وقت امام علی علیہ السلام باہر آئے اور حسن علیہ السلام کو گلے لگایا اور بوسہ دیا۔

امام حسن علیہ السلام کی نماز

اچھے اور پیارے بچو! ہمارے آئمہؑ اور رہنما ہمیشہ لوگوں کو اچھے کاموں کی دعوت دیتے تھے۔۔ اس سے مراد وہ کام ہے جس کا خدا نے حکم دیا ہے اور وہ اسے بہت پسند کرتا ہے۔ ان نیکیوں میں سے ایک نماز ہے، جسے ہمارے پیارے اماموں نے چاہا کہ ہم انجام دیں۔ اس کے علاوہ وہ چاہتے تھے کہ ہم نماز کو بہترین طریقے اور مکمل تازگی کے ساتھ ادا کریں۔ اور وہ چاہتے تھے کہ جب ہم خدا سے بات کریں یعنی نماز پڑھیں تو اپنا بہترین لباس پہن کر نماز کے لیے خود کو تیار کریں۔ امام حسن علیہ السلام بھی نماز کے دوران اپنا خوبصورت لباس پہنتے تھے جیسے

کوئی شخص کسی خاص جگہ جانا چاہتا ہو۔ اگر کوئی اُن سے پوچھتا کہ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں تو وہ کہتے: "کیونکہ خدا خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔"

امام حسن علیہ السلام اور بچے

ایک دن امام حسن مجتبی علیہ السلام ایک بازار سے گزر رہے تھے تو دیکھا کہ کچھ بچے کھیل رہے ہیں اور روٹی کھا رہے ہیں۔ جب انہوں نے امام مجتبیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو امامؑ سے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ شامل ہوں اور روٹی کھائیں۔ امامؑ نے بچوں کی دعوت قبول کر لی اور ان کے ساتھ روٹی کھانے لگے اور انہیں پیار کرنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد امامؑ نے اُن بچوں سے کہا: "پیارے بچو! میں نے آپ کی دعوت قبول کر لی اور آپ کی محفل میں آیا، اب میں آپ سب سے کہتا ہوں کہ میرے گھر آئیں اور میرے مہمان بنیں"۔

بچوں نے خوشی سے قبول کر لیا اور وہ سب امامؑ کے مہمان بن گئے۔ امام نے اُن سب بچوں کو اچھا کھانا کھلایا اور تحفے بھی دیے۔

امام حسن علیہ سلام اور لوگوں کی مدد

امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے زمانے میں صحراؤں میں غریب لوگ رہتے تھے۔ جب وہ مدینہ آتے تو انہیں یہ بات معلوم تھی کہ امام حسن علیہ السلام کا گھر سب کے لیے کھلا ہوا ہے اور ان کے پاس ہمیشہ مہمان آ کر کھانا کھاتے ہیں۔

ایک دن ایک شخص امام حسن علیہ السلام کے گھر میں داخل ہوا۔ کیونکہ وہ بھوکا تھا، لہٰذا وہ جلدی سے بیٹھ کر کھانا کھانے لگا۔ اس کے پیٹ بھر کے کھانا کھانے کے بعد امام حسن علیہ السلام اُس شخص کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا: تم کہاں سے ہو؟ اور کیا اکیلے ہو؟

اس شخص نے بتایا کہ وہ صحرا سے کام کرنے آیا ہے اور شہر میں اکیلا ہے، اور اس کی بیوی اور آٹھ بیٹیاں ہیں جو اُس کے واپس آنے کا انتظار کر رہی ہیں۔

امام حسن علیہ السلام یہ سن کر مسکرائے اور اُسے بہت سارا مال دیا اور فرمایا "یہ سب تمہاری بیوی اور آٹھ بیٹیوں کے لیے ہے"۔

احادیث امام حسنؑ

- نعمت کا شکر ادا نہ کرنا پستی ہے۔
- لوگوں کی ہلاکت تین چیزوں میں ہے: تکبر لالچ اور حسد

تکبر کے ذریعے دین تباہ ہو جاتا ہے اور ابلیس اسی کے سبب ملعون قرار پایا۔

لالچ انسان کی جانی دشمن ہے اور اسی کی وجہ سے جناب آدمؑ کو جنت سے نکالا گیا۔

حسد بُرائی کی بنیاد ہے اور یہی وہ سبب تھا جس کی وجہ سے قابیل نے ہابیل کو قتل کیا۔

- اپنا علم دوسروں کو سکھاؤ اور دوسروں کا علم حاصل کرو۔
- نیکی یہ ہے کہ اس سے پہلے ٹال مٹول نہ کرو اور اس کے بعد احسان نہ جتایا کرو۔
- جہالت جیسی کوئی غربت نہیں۔
- عقل کی پہچان غصے کے وقت ہوتی ہے۔

ایک اصطلاح، ایک کہانی

محب اور شیعہ میں فرق

ثاقب جب اسکول سے گھر آیا تو بہت پریشان تھا کیونکہ اسے پڑوس کے گھر سے مسلسل رونے کی آوازیں آرہی تھی۔ ثاقب کے ذہن میں بہت سے خیالات گھوم رہے تھے کہ نہ جانے پڑوس میں میرے دوست احمد کے ساتھ کیا ہوا ہوگا؟ کیا اُن کے گھر میں کوئی بیمار تو نہیں ہے؟ کیوں سب لوگ رو رہے ہیں؟ مگر ثاقب کی احمد کے گھر جانے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔

ثاقب نے گھر آکر اپنی امی سے جب پوچھا تو پتہ چلا کہ احمد کے والد کا انتقال ہوگیا ہے۔ ثاقب کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو بہنے لگے کیونکہ احمد ثاقب کا بہت ہی بہترین دوست تھا اور احمد کے ابو ثاقب سے بھی ہمیشہ بہت اچھی طرح بات کرتے تھے۔ اس لیے اپنے پیارے دوست کے ابو کے انتقال پر ثاقب کو بھی بہت افسوس ہوا۔ ثاقب کی امی نے کہا "بیٹا! جلدی سے کھانا کھالو پھر ہمیں بھی احمد کے گھر تعزیت کے لیے جانا ہے۔" ثاقب کی تو جیسے بھوک ہی ختم ہوگئی تھی لیکن پھر بھی تھوڑا

بہت امی کے کہنے پر کھانا کھانے کے بعد جب ثاقب اپنے دوست احمد کے گھر پہنچا تو احمد کو دیکھتے ہی اُس کے گلے لگ گیا اور پھر دونوں زار و قطار رونے لگے۔ ثاقب کی امی نے بھی احمد کو بہت سارا پیار کیا اور احمد کی امی کو تعزیت پیش کی، تھوڑی دیر بعد ثاقب اور اس کی امی تو گھر واپس آگئے مگر ثاقب کے ابو جنازے میں شرکت کرنے کے لیے وہیں رک گئے۔

(احمد کے تمام گھر والے ثاقب کے گھر والوں سے بہت زیادہ قریب تھے۔ احمد ثاقب کا دوست تھا اور احمد کی امی ثاقب کی امی کی بہت اچھی سہیلی تھی اور احمد کے ابو بھی ثاقب کے ابو کے ساتھ روزانہ صبح ورزش کے لیے جایا کرتے تھے۔ اس طرح یہ دونوں خاندان پڑوسی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک گھر کی طرح رہتے تھے۔ احمد کے دادا بھی ثاقب سے بہت پیار کرتے تھے۔ روزانہ شام کو کھیلنے کے بعد تھوڑی دیر کے لیے ثاقب اور احمد دادا جان کے پاس ضرور بیٹھتے اور اُن سے ایک اچھی سی کہانی سنتے۔ احمد کے دادا جان چونکہ بہت ضعیف تھے اس لیے چل پھر

نہیں سکتے تھے اور کمرے میں ہی رہتے تھے۔ اس لیے جب ثاقب نے احمد کے ابو کی ہارٹ اٹیک سے انتقال کی خبر سُنی تو اُسے بہت صدمہ ہوا۔)

کچھ گھنٹوں بعد جب ثاقب کے ابو انکل رحمٰن کو دفنا کر گھر پہنچے تو اُداسی کی حالت میں صوفے پر بیٹھ گئے۔

ثاقب کی امی نے پانی کا گلاس ثاقب کے ابو کو دیتے ہوئے کہا کہ "ہر انسان کو اس دنیا سے جانا ہی ہے اور ہر انسان کی موت ہمارے لیے پیغام ہوتی ہے کہ ہم جس قدر ہو سکے اس دنیا میں آخرت کے لیے تیاری کر لیں۔"

ثاقب کے ابو نے ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے کہا" آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں مگر رحمٰن صاحب تھے بڑے نیک انسان تھے، تب ہی تو ماشاء اللہ اُن کے تشییعِ جنازہ میں کافی سارے لوگ تھے، اللہ اُن کی مغفرت فرمائے"۔

ثاقب کے ابو نے بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا" چونکہ رحمٰن صاحب ایک نیک انسان تھے اس لیے ہر ایک یہ خواہش ظاہر کر رہا تھا کہ وہ انھیں کاندھا دیں، اس لیے لوگ کاندھا بھی دے رہے تھے اور رو بھی رہے تھے، مگر افسوس احمد کے دادا جان جو تشییع جنازہ میں شرکت نہیں کر سکے، مگر گھر میں وہ بہت زیادہ شدّت سے رو رہے تھے اور انھیں افسوس بھی تھا کہ وہ اپنے بیٹے کو کاندھا تک نہ دے سکے۔" ثاقب نے سوال کیا" بابا! احمد کے دادا جان نے کیوں شرکت نہیں کی"۔ ثاقب کے بابا نے جواب دیا کہ بیٹا وہ بہت ضعیف اور کمزور ہیں، بڑھاپے کی وجہ سے بستر سے بھی اُٹھ نہیں پاتے ہیں، چونکہ انھیں اپنے بیٹے سے محبت تھی اس لیے رو تو بہت زیادہ رہے تھے مگر تشییع جنازہ میں شرکت نہیں کر سکے"۔ یہ کہہ کر ثاقب کے ابو نے ثاقب کا ہاتھ پکڑا اور کہا" ثاقب بیٹا! ابھی آپ سو جائیں، رات ہو چکی ہے اور آپ تھک بھی چکے ہیں اور صبح اسکول بھی جانا ہے۔"

دوسرے دن ثاقب جب اسکول سے گھر آیا تو اس کے ذہن میں بہت سارے سوال تھے جو وہ امی سے پوچھنا چاہ رہا تھا۔ کھانے کی میز پر ثاقب نے امی سے سوال کیا" امی یہ تشییع جنازہ کیا ہوتا ہے اور لوگ اس میں کیوں شرکت کرتے ہیں۔" چونکہ یہ لفظ ثاقب کے لیے نیا تھا اس لیے پوچھے بغیر نہ رہ سکا۔

ثاقب کی امی نے جواب دیا" بیٹا! جب کسی میت کو غسل و کفن دینے کے بعد اس کا جنازہ تیار ہو جاتا ہے تو سب انہیں لے کر اپنے ساتھ قبرستان جاتے ہیں تاکہ اس میت کو دفنایا جا سکے اور جو بھی میت کے ساتھ ساتھ چلتا ہے اور کاندھا دیتا ہے ان سب کو تشییع جنازہ میں شامل افراد کہا جاتا ہے اور یہ مر جانے والے سے محبت کا اظہار بھی ہے اور بہت اجر و ثواب بھی رکھتا ہے۔"

ثاقب اپنی امی کی باتیں بہت غور سے سن رہا تھا۔ ثاقب نے کہا" امی جان! اب مجھے سمجھ آیا یہ تشییع جنازہ کیا ہوتا ہے، ساری رات میرے ذہن میں یہ سوال گھوم رہا تھا، لیکن ایسا لگتا ہے کہ یہ لفظ میں نے پہلے

بھی کہیں سنا ہے۔" ثاقب کی امی نے مسکراتے ہوئے کہا" جی بیٹا! ضرور سنا ہے آپ نے، ہم جو شیعہ ہے، یہ شیعہ لفظ بھی اسی تشییع جنازہ سے ہی نکلا ہے۔" تو امی شیعہ کا مطلب کیا ہوا اور شیعہ لفظ کا تشییع جنازہ کے ساتھ کیا تعلق ہے؟" ثاقب نے فوراً اپنی امی سے سوال کیا۔" بیٹا! تشییع جنازہ میں جو افراد شامل ہوتے ہیں، وہ جنازے کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں یا جنازے کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں، لیکن جو بہت دور جا رہا ہو یا جنازے سے بہت آگے جا رہا ہو، وہ تشییع جنازہ میں شامل ہونے والے افراد میں شمار نہیں ہوتا۔" جی امی یہ بات تو مجھے اچھی طرح سمجھ آگئی تھی لیکن پھر شیعہ۔۔۔۔" ثاقب نے بے تابی سے اپنی امی کی بات کاٹتے ہوئے سوال کیا۔" جی جی بیٹا! بتاتی ہوں تھوڑا حوصلہ رکھو اور غور سے سنو تاکہ بات سمجھ آجائے۔" ثاقب کی امی نے ثاقب کی بے تابی دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا۔" دیکھو بیٹا! شیعہ لفظ بھی اسی تشییع سے نکلا ہے اور شیعہ کی تعریف بھی یہی ہے کہ شیعہ وہ ہے جو اپنے امامؑ کے ساتھ ساتھ یا پیچھے پیچھے چلتا ہو اگر امامؑ سے بہت پیچھے رہ جائے تو بھی شیعہ نہیں ہے اور اگر اپنے امامؑ سے بہت آگے نکل جائے تو بھی شیعہ نہیں ہے۔ شیعہ کا مطلب ہوتا ہے وہ جو امامؑ کے ساتھ ساتھ چلیں، امامؑ کے قدم کے ساتھ قدم رکھے یعنی امامؑ کی ہر بات ماننے والا ہوں۔"

ثاقب نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا" شیعہ کی یہ تعریف تو مجھے آج ہی پتہ چلی، میں تو صرف یہ سمجھ رہا تھا کہ شیعہ وہ ہوتا ہے جو اماموں سے محبت کرنے والا ہو۔" ثاقب کی امی پھر مسکرائی اور کہنے لگی" جو امامؑ کا صرف ماننے والا ہوتا ہے یا امامؑ سے صرف محبت کرنے والا ہوتا ہے اسے مُحِب کہتے ہیں، شیعہ نہیں کہتے۔ اب جیسے آپ کل ہی کی مثال لے لیں، احمد کے دادا جان حالانکہ اپنے بیٹے سے یعنی احمد کے بابا سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے مگر چونکہ جنازے کے ساتھ نہیں چل سکے، اپنی بیماری کی وجہ سے اور کاندھا بھی نہیں دے سکے اس لیے ان کا شمار تشییع جنازہ میں شامل افراد میں نہیں ہوا، وہ محب تو کہلائے کیونکہ اپنے بیٹے سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے، لیکن تشییع جنازہ میں شامل افراد میں اُن کا شمار نہیں ہوا۔ اسی طریقے سے بہت سے لوگ امامؑ کے مُحِب تو ہوتے ہیں، امامؑ سے محبت تو کرتے ہیں لیکن وہ امامؑ کے پیچھے چلنے کو تیار نہیں ہوتے، امامؑ کی بات ماننا انھیں اچھا نہیں لگتا ایسے لوگ صرف مُحِب ہوتے ہیں، وہ شیعہ کہلانے کے حقدار نہیں ہوتے۔ اصل شیعہ وہ ہوتا

ہے جو امامؑ کا پیروکار ہو، امامؑ کی بات ماننے والا ہو، امامؑ کے ساتھ قدم بہ قدم چلنے والا ہو یا امامؑ کے پیچھے پیچھے چلنے والا ہو اور ایسے ہی لوگوں سے امامؑ بھی محبت کرتے ہیں۔ ثاقب جو اپنی امی کی باتیں بہت غور سے سُن رہا تھا کہنے لگا" میں بھی آج سے کوشش کروں گا کہ امامؑ کا اصلی شیعہ بنو، امامؑ کی ہر بات مانوں، انھیں خوش رکھو تاکہ امامؑ بھی پھر مجھ سے محبت کریں۔"

تیسرا گھر

مغرب کا وقت قریب تھا اور اذان ہونے ہی والی تھی۔ ہواؤں نے خوشبو لگائی اور باہر نکل کر گھروں پر نظر دوڑانے لگی۔ پہلا گھر زہرا کا تھا۔

ڈنگ ڈانگ، ڈنگ ڈانگ..... اس نے گھر کی بیل بجائی۔ گھر نے دروازہ کھولا اور کہا: "خوش آمدید پیاری ہوا، آجاؤ، اندر آجاؤ!"

ہوا گھر میں داخل ہوگئی۔ دیکھا کہ زہرا پھولوں والی سفید چادر پہنے اپنی دادی اور امی کے پیچھے مصلے پر بیٹھی قرآن پڑھ رہی ہے اور اذان کا انتظار کر رہی ہے کہ جیسے ہی اذان ہو، زہرا مغرب کی نماز ادا کر کے روزہ افطار کرے۔ ہوا بہت خوش ہوئی اور گھر سے کہنے لگی: "کتنا اچھا گھر ہے! سب لوگ قرآن کی تلاوت کر رہے ہیں اور نماز ادا کرنے کے لیے تیار ہیں۔ اس گھر میں رہنے والے تمام افراد جانتے ہیں کہ رمضان قرآن کا مہینہ ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ نماز کو اوّلِ وقت میں ادا کرنے سے اللہ کس قدر خوش ہوتا ہے، تب ہی تو نمازِ مغرب ادا کر کے سب افطار کریں گے۔"

پھر ہوا زہرا کے گھر سے خدا حافظی کر کے آگے بڑھ گئی۔ ٹرنگ، ٹرنگ...... دوسرے گھر کی بیل بجائی، یہ گھر سعیدہ کا تھا، لیکن اس گھر کا دروازہ نہیں کھلا۔

اس نے دوبارہ بیل بجائی تو گھر نے جواب دیا: "سوری پیاری ہوا! اس وقت گھر میں کوئی نہیں ہے۔ سب لوگ باہر گئے ہوئے ہیں سعیدہ کے ماموں کے گھر افطار کرنے اور رات کو لوٹیں گے۔"

ہوا نے دوسرے گھر سے بھی خدا حافظی کی اور آگے بڑھ گئی۔

چووں چوں چوں چوں چووں...... اب ہوا نے تیسرے گھر کی بیل بجائی۔ گھر نے دروازہ کھولا اور کہا: "السلام علیکم! خوش آمدید میری عزیز! آؤ اندر آجاؤ۔"

ہوا گھر میں داخل ہوگئی اور ہوا کے گھر میں داخل ہونے کے ساتھ اذان کی آواز بھی گونجنے لگی۔ یہ گھر مہک کا تھا۔

ہوا نے دیکھا کہ گھر کے سب افراد نے کھجور سے روزہ افطار کر کے نماز کا آغاز کر دیا ہے اور اب مہک کی امی بھی نماز شروع کرنے ہی والی ہے۔ اس کا بھائی بھی نماز پڑھا رہا تھا اور اس کے دادا بھی کمرے کے ایک کونے میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ان کے پاس ایک عینک اور قرآن بھی رکھا ہوا تھا۔ لیکن مہک کہاں ہے---؟؟

ہوا نے اِدھر اُدھر نظر دوڑائی۔ دیکھا کہ وہ ایک کونے میں بیٹھی ہوئی ہے اور ناراض لگ رہی ہے۔ ہوا نے تعجب کے ساتھ گھر سے پوچھا "پیارے گھر! کیا ہوا ہے؟ مہک کیوں ناراض ہے؟ مہک نماز کیوں نہیں پڑھ رہی؟"

گھر نے جواب دیا: کیا کہوں! مہک کو آج افطار میں بازار کے سموسے اور پکوڑے کھانے کا دل چاہ رہا تھا جبکہ اُس کی امی نے اسے سمجھایا کہ بازار کے بنائے ہوئے کھانے پیٹ کو خراب کر دیتے ہیں اور یہ بھی کہا کہ اگر تمہیں کھانے کا دل ہی چاہ رہا ہے تو میں یہ سب گھر میں بنا دیتی ہوں، اور ساتھ یہ بھی سمجھایا کہ رمضان کی مہینے میں روزوں کا مقصد صرف کھانا اور پینا نہیں ہوتا بلکہ روزہ تو ہمیں صبر اور برداشت کرنا سکھاتا ہے، مگر

مہک بضد تھی کہ اُسے باہر سے ہی سموسے اور پکوڑے منگوا کر کھانے ہیں۔

اسی وجہ سے مہک اپنی امی سے ناراض ہے اور ضد میں آ کر نماز بھی نہیں پڑھ رہی ہے کہ "جب تک میری بات نہیں مانی جائے گی میں نماز نہیں پڑھوں گی۔"

اُس وقت ہوا نے مہک کے دل میں جا کر کہا: "امی اور ابو ہمیشہ اپنے بچوں کی بہتری کے لیے سوچتے ہیں اور بازار کے کھانے تو واقعی ہاضمہ خراب کر دیتے ہیں، لیکن یہ نماز نہ پڑھنے کی ضد اچھی بات نہیں ہے۔"

مہک کہنے لگی "مجھے بازار کے سموسے اور پکوڑے بہت پسند ہیں اور جب تک مجھے امی منگوا کر نہیں دے گی میں بھی نماز نہیں پڑھوں گی، اور کبھی بھی ان کی بات نہیں سنوں گی"۔ اس نے ایک دم سے ہوا کو اپنے دل سے باہر نکال دیا۔

ہوا نے کہا "چچ چچ کتنی بُری بات ہے!"

گھر نے کہا "کیا ہوا پیاری ہوا؟"

ہوا نے خود کو سنبھالا اور کہا "مجھے اندازہ نہیں تھا کہ مہک ایسی حرکت بھی کرے گی۔"

گھر نے کہا: "کوئی فائدہ نہیں، دیکھ رہی ہو، کتنی ضدی ہو گئی ہے!"

ہوا نے کچھ سوچا اور کہا "لیکن مجھے دوبارہ اس سے بات کرنی ہے۔"

ہوا دوبارہ مہک کے دل میں گئی۔

"پیاری مہک! تھوڑا سوچو، دیکھو کہ امی صحیح کہہ رہی ہیں یا نہیں! اور اگر تمہیں کوئی بات بُری بھی لگ رہی ہے تو تم نماز سے کیوں ناراض ہو؟ نماز تو مہربانیوں سے بھری ہوئی ہوتی ہے۔ جس خدا نے تمہیں پیدا کیا ہے اور بہت ساری نعمتیں بھی دی ہے، کیا اس کا شکر ادا نہیں کرنا چاہیے؟"

ہوا یہ کہہ کر مہک کے دل سے باہر نکل آئی۔

مہک سوچ میں تھی اور اپنے آپ سے کہہ رہی تھی "نہیں! مجھے بُری لڑکی نہیں بننا چاہیے اور ایک کھانے کی خواہش کے لیے ضدی نہیں بننا چاہیے۔ اگر نماز نہیں پڑھوں گی، تو میرے وقت کے امامؑ مجھ سے ناراض ہو جائیں گے، اور اللہ بھی مجھے پسند نہیں کرے گا۔ اور ویسے بھی ماہ رمضان میں اگر میں نے اللہ کو ناراض کر دیا تو مجھے اس مہینے کی رحمتیں اور برکتیں کیسے حاصل ہو گی"۔ یہ کہہ کر مہک کھڑی ہو کر وضو کرنے چلی گئی۔

گھر نے کہا: "بہت خوب، پیاری ہوا! تم نے مہک کے ساتھ بات کر کے بہت اچھا کیا۔"

اس کے بعد ہوا نے تیسرے گھر سے بھی خدا حافظی کی اور چوتھے گھر کی بیل بجانے کے لیے چلی گئی۔

بوجھو تو جانیں

امام علیؑ سے باتیں

"رات کے دس بج رہے ہیں اور آپ اب تک جاگ رہی ہو۔۔؟" دادی جان میرے کمرے کی لائٹ کھلی دیکھ کر اندر آ گئیں اور مجھے اتنی دیر تک جاگتا ہوا دیکھ کر فکر مند ہوئیں۔۔

"دادی جان نیند ہی نہیں آ رہی، آج دن میں کچھ زیادہ دیر ہی سو گئی تھی۔ میں نے اب تک جاگنے کی وجہ بتائی تو دادی جان نے کہا:

"لیکن اگر رات میں دیر سے سوؤ گی تو فجر کے لئے آنکھ دیر سے کھلے گی اور اوّل وقت ہاتھ سے نکل جائے گا اور جلدی اُٹھ کر سحری بھی تو کرنی ہے۔ اس لئے آنکھیں بند کر کے لیٹ جاؤ اور سونے کی کوشش کرو نیند آ جائے گی۔"

"نہیں دادی جان کافی دیر سے اسی طرح سونے کی کوشش کر رہی تھی لیکن نیند ہے کہ آ ہی نہیں رہی۔"

"اچھا تو پھر اسطرح جاگ کر کیا کرنے کا ارادہ ہے؟" دادی جان نے میرے ہاتھ سے ٹیبلٹ لیتے ہوئے کہا، جس پر میں کافی دیر سے گیم کھیل رہی تھی۔

"وہ تو بس اکیلی بور ہو رہی تھی اس لیے سوچا گیم ہی کھیل لوں۔ دادی جان اگر آپ کو نیند نہ آئے تو آپ کیا کرتی ہیں؟"

دادی جان نے کہا "میں قرآن پاک کی تلاوت کر لیتی ہوں یا پھر کسی اچھی کتاب کو پڑھ لیتی ہو۔۔ اگر تم چاہو تو میرے پاس کچھ اچھی کہانیوں کی کتابیں ہیں تم انہیں پڑھ سکتی ہو۔"

میں نے انکار میں گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ "نہیں دادی جان میرا ایک ریڈنگ کا بالکل موڈ نہیں، میرا دل گیمز کھیلنے کا چاہ رہا ہے۔"

"اوہ! تو یہ بات ہے۔ چلو پھر ٹھیک ہے ہم دونوں ملکر ایک اچھی سی گیم کھیلتے ہیں"۔ دادی جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

میں نے یہ سنکر حیرانگی سے کہا۔ "دادی جان آپ بھی گیمز کھیلتی ہیں؟"

"ہاں کیوں نہیں۔ مجھے بھی گیمز کھیلنا بہت پسند ہے۔"

"اوہو پھر تو بہت مزا آئے گا۔ آپ کونسی گیم کھیلیں گی، اینگری برڈ۔۔ کینڈی کرش یا۔۔۔؟"

دادی جان نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔۔ "ارے! نہیں نہیں۔۔۔ یہ تمہاری ٹیبلٹ والی گیم نہیں اور پھر مسکراتے ہوئے کہنے لگیں "مجھے وہ گیمز کھیلنا پسند ہے جن میں ذہنی ورزش ہو اور معلوماتی بھی ہو۔ یہ آجکل کی صرف وقت ضائع کرنے والی گیمز مجھے نہیں پسند۔"

دادی جان کی بات غور سے سننے کے بعد میں نے پوچھا۔

"یہ کون سی گیم ہے جو معلوماتی بھی ہو اور ذہنی ورزش والی بھی۔۔۔" یہ کیسے کھیلتے ہیں۔۔؟"

"تمہارے کوئز گیم جیسی۔۔ لیکن تھوڑی سی مختلف۔۔ چلو، آج میں تمہیں یہ کھیلنا سکھاتی ہوں۔ اس گیم کا نام ہے بوجھو تو جانیں۔" پھر دادی جان نے اسکی مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہنٹ کے طور پر میں تمہیں چار آپشنز دوں گی جن سے تمہیں جواب بوجھنا ہو گا۔۔۔ اور تم جواب بوجھنے کے لئے مجھ سے مزید اور سوال بھی کر سکتی ہو لیکن میں ان سوالات کے جوابات صرف ہاں یا نا میں ہی دوں گی۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔؟"

"جی بالکل یہ تو کسوٹی جیسی گیم ہے جو ہمارے اسکول کے کوئز شو میں کھیلی گئی تھی۔"

"ہاں یہ ویسی ہی ہے۔۔ تو پھر شروع کریں گیم؟" دادی جان نے پوچھا۔۔۔

"جی جی بالکل بسم اللہ کیجئے۔" میں نے فوراً سے کہا۔۔۔

دادی جان نے مجھے یہ چار نشانیاں (Hints) بتائیں:

- بہت بہادر
- رسولؐ کا ساتھی
- کعبہ
- مسجد کوفہ

"دوستو! کیا آپ بوجھ سکتے ہیں کون ہے یہ شخصیت؟۔۔۔"

مجھے تو یہ کافی مشکل لگ رہی تھی اس لئے میں نے دادی جان سے کچھ سوالات بھی کئے۔ میرا پہلا سوال تھا:

میں: کیا یہ زندہ ہیں؟

دادی جان نہیں۔

میں: کیا انہیں شہید کیا گیا تھا؟

دادی جان: ہاں۔

پھر میں نے جوابات کو نشانیوں کے ساتھ جوڑتے ہوئے سوچنا شروع کیا

۔۔۔ لیکن کچھ سمجھ نہیں آیا۔ پھر کعبہ اور مسجد کوفہ سے میرے ذہن میں ایک اور سوال آیا۔۔۔ "کیا یہ ہمارے امامؑ ہیں؟"

دادی جان: ہاں۔

اب میری مشکل کسی حد تک آسان ہو گئی، کیونکہ امامؑ تو ۱۲ ہی ہیں۔ اب ان نشانیوں (Hints) اور دادی جان کے جوابات کو جوڑتے ہوئے دیکھنا ہے کہ یہ کس امامؑ کی شخصیت ہو سکتی ہے۔

میں نے سوچنا شروع کیا۔۔۔

بہادر۔۔۔ مجھے یاد آیا کہ اسلامیات کی ٹیچر نے بتایا تھا کہ ہمارے سارے امامؑ بہت بہادر اور شجاع تھے۔۔۔۔ ہم م م م۔۔ تو پھر یہ کون سے امامؑ ہو سکتے ہیں؟"

"ہاں! کعبہ میں تو بہت سے امامؑ حج کرنے گئے تھے، تو پھر یہ کون سے امامؑ ہو سکتے ہیں۔"

تھوڑی کنفیوز ہو گئی ہوں۔۔۔"

"ہاں ایک نشانی تو میں بھول ہی گئی۔۔ مسجد کوفہ۔۔۔مجھے یاد آیا کہ مسجد کوفہ میں تو ہمارے پہلے امامؑ کی شہادت ہوئی تھی اور پھر فوراً سے کعبہ کا ہنٹ بھی سمجھ آ گیا کہ کعبہ میں ہی تو اِن کی ولادت بھی ہوئی تھی"۔

اس طرح میں نے کچھ ہی دیر میں جواب بوجھ لیا اور دادی جان کو بتایا:

"یہ ہمارے پہلے امام حضرت علی علیہ السلام ہیں۔"

دادی جان بہت خوش ہوئیں اور مجھ سے کہا۔"ماشاء اللہ آپ تو بہت ہوشیار اور ذہین ہیں! اتنی جلدی بوجھ لیا اور وہ بھی اتنے کم سوالات میں۔"

گیم جیتنے پر میں بھی خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھی۔

آخر دادی جان کو بھی میری ذہانت کا علم ہو گیا تھا۔

"اب اس سوال کا جواب دینے پر میں کل اپنی ذہین پوتی کو ایک پیاری سی کتاب کا تحفہ دوں گی، مگر اس کے لیے ابھی فوراً سونا ہو گا۔ ٹھیک ہے؟"

"تحفہ! کیا سچ میں کل آپ مجھے تحفہ دیں گی۔"

"جی بلکل!!! کیا آج تک آپ کی دادی نے آپ سے جھوٹا وعدہ کیا ہے؟"

"نہیں دادی جان! بلکل نہیں، چلیں اب میں سونے کی کوشش کرتی ہوں۔"

دادی جان نے فاطمہ کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا"اب رات کافی ہو چکی ہے، اس لئے اب وضو کر کے سو جائیں اور پھر بھی نیند نہ آئے تو آنکھ بند رکھ کر لیٹتے ہوئے درود کی تسبیح پڑھ لینا اس طرح فوراً نیند آ جائیگی۔ ان شاء اللہ!"

میں نے ایسا ہی کیا اور کچھ ہی دیر میں سو گئی۔

دوسرے دن جب فاطمہ اسکول سے گھر آئی تو اس کے لیے دادی جان کی طرف سے ایک پیارا سا کتاب کا تحفہ تیار تھا جو دادی جان نے فاطمہ کے آتے ہی اُس کے ہاتھ میں رکھ دیا اور جب فاطمہ نے گفٹ شیٹ سے اُس کتاب کو نکالا تو اس پر لکھا ہوا تھا"گلستان نہج البلاغہ"۔

کتاب کا نام پڑھتے ہی فاطمہ نے دادی سے سوال کیا"دادی جان یہ کون سی کتاب ہے؟ دیکھنے میں تو بڑی اچھی لگ رہی ہے"۔

"پہلے کچن میں جا کر اپنی امی کو سلام کر لو پھر میں تمہیں اس کتاب کے بارے میں بتاتی ہوں۔"

دادی جان نے فاطمہ کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

پھر دادی جان اور فاطمہ دونوں صوفے پر بیٹھ گئے۔"فاطمہ یاد ہے کل

تم نے ایک پہیلی کا جواب دیا تھا، بتاؤں وہ کون سی شخصیت تھی؟"

"جی جی، امام علی علیہ سلام جو ہمارے پہلے امامؑ ہیں اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ ابھی کچھ دنوں بعد اُن کی شہادت کا دن بھی آنے والا ہے، ۲۱ رمضان المبارک۔"

دادی جان نے فاطمہ کی معلومات پر خوش ہوتے ہوئے کہا"جی بالکل ۲۱ رمضان ہمارے امام علی علیہ السلام کی شہادت کا دن ہے، جنہیں ابن

ملجم نے زہر بھری تلوار سے شہید کیا تھا اور فاطمہ بیٹی کیا تمہیں معلوم ہے کہ امام علی علیہ السلام وہ مظلوم شخصیت ہے کہ جن کو اُن کے زمانے والوں نے بہت ستایا تھا اور ان کا بہت دل بھی دُکھایا تھا جس سے اُن کو بہت اذیت ہوتی تھی۔"

فاطمہ نے کہا "جی دادی جان! مجھے معلوم ہے میری ٹیچر نے بتایا تھا کہ لوگ اُن کی بات نہیں مانتے تھے جب امامؑ اُن کے ماننے والوں کو جنگ کرنے کا کہتے تھے تو وہ بہانہ کر کے جنگ کرنے سے بھی منع کر دیتے تھے اور امامؑ کو یہ بات بالکل اچھی نہیں لگتی تھی کہ ان کے چاہنے والے ان کی بات نہیں مانتے"۔ دادی: "جی بالکل بیٹا! اس لیے اگر ہم بھی امامؑ کی بات نہیں سنیں گے اور ان کے احکامات پر عمل نہیں کریں گے تو امامؑ ہم سے بھی ناراض رہیں گے۔"

فاطمہ: "مگر دادی جان! ہم امامؑ کی بات کیسے سنیں امام علیؑ تو ہمارے زمانے میں ہے ہی نہیں؟"

دادی: "بیٹا امامؑ نہیں ہے تو کیا ہوا، امامؑ کے اقوال، فرامین تو ہمارے پاس موجود ہیں، وہی امامؑ کی باتیں ہیں جن کو سُن کر یا پڑھ کر اور پھر اُن پر عمل کر کے ہم امامؑ کو خوش کر سکتے ہیں اور یہ اقوال، فرامین اور امام کی باتیں "نہج البلاغہ" میں ہمارے پاس موجود ہے، جس پر آپ عمل کر کے امامؑ کو خوش کر سکتی ہیں۔"

فاطمہ: "لیکن دادی جان! اس کتاب کا نام تو "گلستان نہج البلاغہ" ہے؟"

دادی: "جی یہ بچوں کے لیے ایک بہت اچھی کتاب ترتیب دی گئی ہے جس میں نہج البلاغہ کے ہی اقوال تصاویر کے ساتھ آسان الفاظ میں پیش کیے گئے ہیں تاکہ بچے دلچسپی کے ساتھ امامؑ کی باتوں کو پڑھیں اور اس پر عمل بھی کریں۔"

فاطمہ: "اب تو میں ضرور اس کتاب کو پڑھوں گی، پیاری دادی جان! آپ نے مجھے آج بہت اچھا تحفہ دیا ہے، اب میں بھی امامؑ کی باتوں کو پڑھ کر اس پر عمل کرنے کی کوشش کروں گی تاکہ امامؑ مجھ سے بھی خوش ہوں۔"

میری سہیلی

میری ایک بہت اچھی سہیلی ہے۔ میں اسے بہت پسند کرتی ہوں۔ ہم ایک ساتھ ایک ہی گھر میں رہتے ہیں۔ وہ میرے ساتھ اسکول اور مدرسہ بھی جاتی ہے۔ وہاں وہ میری بہت مدد کرتی ہے اور پھر گھر آکر میرے کمرے میں میرے ساتھ ہی ہوتی ہے۔

میری سہیلی دیکھنے میں بھی بہت پیاری ہے، وہ مجھے اچھا انسان بننے میں بھی بہت مدد دیتی ہے۔

میں اپنی پیاری سہیلی کی شکر گزار ہوں۔ اگر وہ میرا ساتھ نہ دیتی تو میں اپنے آپ کو بہتر نہیں بنا سکتی تھی۔

دوستو! آپ جانتے ہے میری وہ سہیلی کون ہے؟

جی ہاں! میری سہیلی میری پیاری ڈائری ہے، جس میں، میں اپنی تمام دن کی باتیں لکھتی ہوں، جو اچھے کام کرتی ہوں وہ بھی لکھتی ہوں اور جو بُرے کام کرتی ہوں وہ بھی اور پھر رات میں اپنے دن بھر کے اچھے اور بُرے کاموں کو گنتی ہوں۔ اچھے کاموں پر اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں اور بُرے کاموں پر اللہ سے معافی مانگ کر پھر وعدہ کرتی ہوں کہ آئندہ اُن بُرے کاموں کو دوبارہ نہیں کروں گی۔ اس طرح میری پیاری ڈائری مجھے بُرے کاموں سے بچاتی ہے اور مجھے اللہ سے قریب کرتی ہے۔

پیارے دوستوں! کیا آپ کے پاس ہے ایسی سہیلی؟

پرندے کی کوشش

فلسطینیوں پر مظالم اور ہماری ذمہ داری

احمد آج صبح سے اُداس بھی تھا اور تھکا ہوا بھی اور اسے غصہ بھی آ رہا تھا۔ "نہ جانے کیوں ابو مجھے اپنے ساتھ ریلی میں جانے کا کہہ رہے ہیں حالانکہ میں نے انھیں منع بھی کیا ہے کہ میرا دل بالکل ریلی میں جانے کا نہیں چاہ رہا ہے۔ میں تھکا ہوا بھی ہوں اور گرمی کا موسم بھی ہے اور مجھے پیاس بھی شدید لگ رہی ہے، مگر ابو ہے کہ مجھے کہہ رہے ہیں کہ میں اُن کے ساتھ ریلی میں ضرور جاؤں۔" احمد یہ سب اپنے آپ سے کہتے ہوئے گھر میں چہل قدمی کر رہا تھا۔

"بیٹا کیا ہوا؟ اتنا پریشان کیوں ہو؟" امی نے احمد کے چہرے کی حالت کو دیکھ کر سوال کیا "امی! ابو کو سمجھائیں نا میں گھر میں کچھ دیر آرام کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو باہر اتنی گرمی ہے، مجھے روزہ بھی لگ رہا ہے اور بابا ہے کہ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ میں بھی آپ لوگوں کے ساتھ قُدس کی ریلی میں جاؤں، میں گھر میں آرام کرنا چاہتا ہوں تاکہ میرا روزہ سکون سے گزر جائے۔ پلیز آپ ابو کو سمجھائے نا۔"

"بیٹا کیا آپ کو معلوم ہے قُدس کی ریلی میں ہم کیوں شرکت کرتے ہیں؟" امی نے احمد سے سوال کیا۔

"جی جی مجھے معلوم ہے بیت المقدس جو ہمارا پہلا قبلہ ہے، اُس کی آزادی کے لیے ہم سب گھروں سے باہر نکل کر احتجاج کرتے ہیں، مجھے ابو نے بتایا تھا۔ مگر امی میرے ایک کے نہ جانے سے کیا ہو گا آپ لوگ سب جائیں نا، میں آپ لوگوں کو تو جانے سے روک نہیں رہا ہوں نا۔ میرے اور بھی کتنے دوست ہیں وہ بھی تو نہیں جاتے ہیں۔"

ابو دروازے کے پیچھے سے احمد کی ساری باتیں سن رہے تھے۔ ابو نے احمد کو اپنے پاس بلایا، پیار سے اپنے پاس بٹھایا اور کہا "بیٹا احمد! آؤ میں آپ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ سناتا ہوں۔ آپ کو یاد ہے کہ میں نے پہلے بھی آپ کو کئی بار یہ قصہ سنایا ہے۔"

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بتوں کو توڑ دیا تھا اور سزا کے طور پر اُنھیں بڑی سی آگ میں ڈالا جا رہا تھا اس وقت ایک پرندے نے اپنی چونچ میں پانی لے کر اس آگ کو بجھانے کی کوشش کی تھی۔"

"جی جی مجھے معلوم ہے"۔ احمد نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اور جب اس پرندے سے پوچھا گیا کہ تمہارے قطرہ قطرہ پانی ڈالنے سے کیا آگ بجھ جائے گی تو اس پرندے نے کیا جواب دیا تھا"۔ بابا نے احمد سے سوال کیا۔

"مجھے نہیں معلوم۔" احمد نے پھر منہ بناتے ہوئے کہا۔

بابا نے کہا" احمد بیٹا! اس پرندے نے کہا تھا کہ مجھے معلوم ہے کہ میرے ایک ایک قطرہ پانی ڈالنے سے یہ اتنی بڑی آگ نہیں بجھ سکتی لیکن جب اللہ مجھ سے سوال کرے گا کہ "اے پرندے! اللہ کا نبی جب آگ میں جل رہا تھا تو تُو اُس وقت کیا کر رہا تھا، تو میں کہہ سکتا ہوں کہ میں نے اُس وقت قطرہ قطرہ پانی ڈال کر اُس آگ کو بجھانے کی کوشش ضرور کی تھی۔"

تو بیٹا ہمارا، ہر فرد کا احتجاج کے لیے، ریلی کے لیے نکلنا قدس کی آزادی کے لیے ایک کوشش ہے تاکہ ہم بھی اپنے اس فریضے کو ادا کر سکیں اور اب تو ان فلسطینیوں پر ظلم کی انتہا ہو گئی ہے تو جتنے زیادہ لوگ ریلی میں شرکت کرتے ہیں اتنا ہی زیادہ دشمن خوفزدہ ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ہمیں اتنی زیادہ تعداد میں دیکھ کر فلسطین میں رہنے والے ہمارے مسلمان بھائی، جو اب تک ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں، انہیں ایک طاقت کا احساس ہوتا ہے، خوشی کا احساس ہوتا ہے کہ اتنے سارے ہماری حمایت کرنے والے اور ہمارا احساس کرنے والے دوسرے ملکوں میں بھی موجود ہے، جس کی وجہ سے ان کی ہمت اور حوصلہ مزید بڑھ جاتا ہے، تو ہمارا ایک ایک فرد کا حاضر ہونا بہت اثر رکھتا ہے"۔ یہ سن کر گویا احمد کا سارا غصہ ختم ہو چکا تھا۔

لیکن پھر بھی احمد کا ذہن سوالوں سے بھرا ہوا تھا۔ احمد نے اپنے ابو سے سوال کیا" بابا جان! اگر ایسا ہی ہے تو بہت ہی اچھا ہوتا کہ ماہِ رمضان کے علاوہ کسی اور مہینے میں کسی اور دن یہ ریلی ہوتی تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس میں آ سکتے، رمضان میں کتنے لوگ روزے کا بہانہ بنا کر یا پیاس کی شدت کی وجہ سے ریلی میں نہیں آتے ہیں۔ اگر کسی اور دن ریلی ہوتی تو لوگوں کی تعداد کتنی زیادہ ہوتی۔"

احمد کے بابا نے کہا" بیٹا! سوال آپ کا بہت اچھا ہے، لیکن امام خمینیؒ نے ماہِ رمضان کے آخری جمعہ کو ہی سب کو گھروں سے باہر نکلنے کا حکم دیا ہے کیونکہ ماہ رمضان ماہِ تقویٰ ہے۔ انسان پورا مہینہ اپنے آپ کو

پریکٹس کرواتا ہے کہ وہ اپنے اندر کے اور باہر کے شیطان سے لڑ سکے، تو جب روزے کی وجہ سے انسان کے اندر یہ طاقت آ جاتی ہے پھر وہ اس طاقت کے ساتھ اور بھرپور طریقے سے شیطان اکبر امریکہ اور اسرائیل کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ ہمیں پورے ماہِ رمضان کی پریکٹس کا اثر اس روز ظاہر کرنا ہے۔"

"جی بابا! اب مجھے سمجھ آ گیا کہ رمضان میں ہی کیوں؟ اب میں آپ کے ساتھ ضرور ریلی میں شرکت کروں گا اور اپنے دوستوں کو بھی یہ بات سمجھانے کی کوشش کروں گا۔ میں ابھی اپنا بسیجی رومال لے کر آتا ہوں پھر ہم چلتے ہیں۔"

شیطان سے جنگ

مفہوم تقوٰی

آج حنا اور اسد بہت خوش تھے، ان کے گھر پر افطاری جو تھی، جس میں اُن کے سب کزنز اور دوست آنے والے تھے۔ اسد نے تو صبح سے ہی اپنی تلوار نکال کر رکھی تھی کہ جیسے ہی میرا دوست حسیب آئے گا، ہم دونوں مل کر تلوار سے جنگ کا کھیل کھیلیں گے۔ حنا بھی صبح سے سوچ رہی تھی کہ وہ اپنی دوست آمنہ اور عذرا کے ساتھ کیا کیا باتیں کرے گی اور کس طرح اُن کے ساتھ وقت گزارے گی۔

(حنا بارہ سال کی جبکہ اسد سات سال کا تھا۔ حنا اور اسد کے ماما بابا ماہِ رمضان کی پہلی تاریخ کو ہر سال اپنے بہن بھائیوں کی افطاری رکھتے تھے اور آج افطاری کا دن تھا جس کی وجہ سے حنا اور اسد بہت زیادہ ایکسائٹڈ تھے۔ حنا اپنی ماما کے ساتھ کچن میں مدد بھی کر رہی تھی اور ساتھ ساتھ اپنی دوست آمنہ اور عذرا کے آنے کا انتظار بھی کر رہی تھی۔

جیسے ہی پانچ بجے مہمانوں نے آنا شروع کر دیا۔ حنا بے چینی سے دروازے کی طرف بار بار دیکھ رہی تھی کہ آمنہ کب فریدہ خالہ کے ساتھ گھر میں داخل ہو گی۔

آمنہ اور حسیب فریدہ خالہ کے بچے تھے جن سے حنا اور اسد کی گہری دوستی تھی جبکہ عذرا سکینہ پھوپھو کی اکلوتی بیٹی اور حنا کی ہم عمر بھی تھی۔

آخر کار سب مہمان آ گئے اور فریدہ خالہ اور سکینہ پھوپھو بھی۔ سب نے باجماعت نماز ادا کرنے کے بعد روزہ افطار کیا اور اس کے بعد اب سب بیٹھ کر آپس میں باتیں کر رہے تھے۔

فریدہ خالہ نے تمام بچوں کو اپنی طرف متوجہ کیا، ساتھ میں حسیب اور اسد کو بھی بلایا جو مسلسل تلوار سے جنگ کا کھیل کھیل رہے تھے۔

"آیئے میں آپ سب بچوں سے ایک سوال پوچھتی ہوں اور دیکھتی ہوں کون مجھے اس کا سب سے بہتر جواب دیتا ہے۔" (فریدہ خالہ اسی طریقے سے باتوں باتوں میں سب سے سوالات پوچھ کر یا کھیل کھیل میں بہت ساری باتیں بچوں کو سمجھایا کرتی تھیں۔) فریدہ خالہ نے سوال کیا "مجھے کون بتائے گا کہ ہم ماہِ رمضان میں روزے کیوں رکھتے ہیں؟" اب سب بچوں نے سوچنا شروع کیا۔

حسیب نے کہا" تاکہ ہمیں بہت مزے مزے کے کھانے ملے۔ سموسے پکوڑے جلیبی اور بہت کچھ۔" یہ کہہ کر اس نے تلوار سے تکیہ کو اپنا دشمن سمجھتے ہوئے حملہ کیا۔

اسد نے کہا" میں تو روزہ اس لیے رکھتا ہوں کہ بابا مجھے روزہ رکھنے پر گفٹ دیتے ہیں۔" اور پھر اسد کی تلوار نے ایک اور تکیہ کو نشانہ بنایا۔

حنا نے کہا" روزہ رکھنے سے وزن اچھا خاصا کم ہو جاتا ہے یعنی روزے کا روزہ اور ڈائٹنگ کی ڈائٹنگ، ہوئے نا دو فائدے۔"

عذرا نے سوچتے ہوئے جواب دیا" فریدہ آنٹی روزہ رکھنے کے بہت سے فائدے ہیں۔ اس سے غریبوں کی بھوک اور پیاس کا احساس ہوتا ہے، ہمارے اندر صبر اور برداشت بھی پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہم سے خوش بھی ہوتا ہے۔"

آمنہ نے بھی کہا" سائنس کہتی ہے کہ روزہ انسان کے معدے کو درست کرتا ہے اور بہت سی بیماریوں سے بھی انسان روزے کی وجہ سے دور رہتا ہے۔"

فریدہ خالہ سب کی باتوں کو غور سے سن رہی تھی اور پھر اس کے بعد فریدہ خالہ نے کہنا شروع کیا" آپ سب نے جو جواب دیے، اپنی عمر کے اعتبار سے کچھ حد تک صحیح تھے، لیکن جہاں روزے کے بہت سارے فائدے ہیں، وہاں روزے کا ایک خاص مقصد بھی ہے۔"

آمنہ، عذرا اور حنا ایک دوسرے کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے جیسے انھیں کچھ سمجھ نہ آیا ہو اور پھر حنا نے سوال کر ہی دیا" فائدہ اور مقصد کیا یہ دو الگ الگ چیزیں ہیں؟"

" جی بالکل پہلے ہمیں مقصد اور فائدے میں فرق معلوم ہونا چاہیے تاکہ پھر ہم روزہ رکھنے کے مقصد کو سمجھ سکیں۔" یہ کہہ کر فریدہ خالہ نے سمجھانا شروع کیا" میں آپ کو ایک مثال کے ذریعے سمجھاتی ہوں جیسا کہ ہم سب کو معلوم ہے کہ اسد کو دودھ پینا بالکل اچھا نہیں لگتا مگر پھر ماما انھیں کیسے دودھ پلاتی ہے؟ کون بتائے گا؟" فریدہ خالہ کے اس سوال پر آمنہ نے فوراً جواب دیا۔

" کبھی چاکلیٹ اور کبھی ٹافی دینے کا وعدہ کر کے۔"

فریدہ خالہ نے پھر سب کی طرف دیکھ کر سوال کیا" تو بچوں اسد کیوں دودھ پیتے ہیں۔"

چاکلیٹ اور ٹافی کے لیے۔" اسد نے خود ہی جواب دیا۔

اور پھر سب ہنسنے لگے۔

تو بچو! اسد کو دودھ پینے میں فائدہ نظر آتا ہے کہ اگر وہ دودھ پیے گے تو انھیں ٹافی یا چاکلیٹ ملے گی، جب کہ دودھ پلانے کا اصل مقصد اُن کی ماما کو معلوم ہے کہ اسد کی ہڈیاں مضبوط ہو، اس کے اندر وٹامن ڈی بڑھے، بالکل اسی طریقے سے بہت ساری چیزوں کے بہت سارے فائدے بھی ہوتے ہیں مگر ایک خاص مقصد ہوتا ہے اور اس مقصد کے لیے اس چیز کو بنایا جاتا ہے۔ جیسے کتاب کا مقصد ہے کہ اس سے ہم تعلیم حاصل کریں مگر اس کتاب سے بعض لوگ بہت سارے فائدے

بھی حاصل کرتے ہیں جیسے کچھ لوگ اس کے اوپر چائے کا کپ بھی رکھتے ہیں، اس سے مچھر بھی مارتے ہیں، اس سے ایک دوسرے کو بھی

مارتے ہیں، اگر کوئی پرچہ اُڑ رہا ہو تو یہ کتاب وزن رکھنے کے بھی کام آتی ہے (حالانکہ یہ تمام کام کتاب کے آداب کے خلاف بھی ہیں) لیکن اصل مقصد اس کتاب سے علم حاصل کرنا ہے۔ اسی طریقے سے روزے کے بہت سارے فائدے بھی ہیں، جن میں سے کچھ آپ لوگوں نے ابھی بتائیں، لیکن روزہ رکھنے کا ایک خاص مقصد بھی ہے۔ بعض اوقات ہم فائدے کے لیے کام کرتے ہیں تو فائدے تو مل جاتے ہیں مگر مقصد ہاتھ سے نکل جاتا ہے، لیکن اگر مقصد کے لیے کام کریں گے تو فائدے خود بخود حاصل ہو جائیں گے۔ جیسے اگر روزہ رکھتے ہیں ڈائٹنگ کے لیے تو ڈائٹنگ تو ہو جائے گی لیکن اصل مقصد حاصل نہیں ہو گا۔"

حنا نے سوال کیا "تو پھر روزہ رکھنے کا اصل مقصد کیا ہے۔"

فریدہ خالہ نے جواب دیا "روزہ رکھنے کا اصل مقصد تقویٰ حاصل کرنا ہے تاکہ انسان متقی بن سکے۔"

"یہ تقویٰ کیا ہوتا ہے؟" عذرا نے سوال کیا۔

چلیں میں آپ سب کو تقویٰ بھی ایک بہت اچھی مثال کے ذریعے سے سمجھاتی ہوں یہ کہہ کر فریدہ خالہ نے اسد کے ہاتھ سے تلوار اور ڈھال (شیلڈ) لے لی جس پر سب بچے ہنسنے لگے کہ اب کیا خالہ بھی جنگ کا کھیل کھیلے گی۔

اب فریدہ خالہ نے سمجھانا شروع کیا" دیکھو پیارے بچو! جب جنگ لڑی جاتی ہے تو ایک ہاتھ میں تلوار ہوتی ہے اور دوسری ہاتھ میں یہ شیلڈ ہوتی ہے، کوئی بتا سکتا ہے یہ شیلڈ جنگ میں کس کام آتی ہے؟"

حسیب نے فوراً جواب دیا" جب سامنے سے کوئی حملہ کرے تو اس حملے سے بچنے کے لیے۔"

فریدہ خالہ نے مسکراتے ہوئے کہا" جی بالکل، یہی شیلڈ تقویٰ ہے۔"

سب نے مل کر حیرت سے کہا" شیلڈ اور تقوی وہ کیسے؟"

"جس طریقے سے شیلڈ انسان کو دشمن کی طرف سے ہونے والے ہر حملے سے بچاتی ہے اسی طریقے سے تقویٰ ایک طاقت ہے جس کے ذریعے سے انسان اپنے اندر اور باہر کے تمام شیطانوں کے حملے سے اپنے آپ کو بچا سکتا ہے اور یہ طاقت انسان کو روزے سے حاصل ہوتی ہے اور یہی روزے کا اصل مقصد بھی ہے۔ یعنی انسان روزہ رکھیں تو اس کے اندر یہ طاقت پیدا ہو کہ وہ پورا سال اپنے اندر کے تمام شیطانوں اور باہر کے تمام شیطانوں کا مقابلہ کر سکے اور اگر مقصد کی خاطر انسان روزہ رکھے گا تو باقی سارے فائدے بھی اسے حاصل ہو جائیں گے۔" تمام بچے فریدہ خالہ کی باتوں کو غور سے سن رہے تھے، اتنے میں عذرا نے سوال کیا" فریدہ انٹی یہ باتیں تو سمجھ میں آگئی لیکن ہمارے اندر اور باہر کے کون سے شیطانوں کی آپ بات کر رہی ہیں یہ بھی پلیز ہمیں بتائیں نا۔"

" کبھی ایسا ہوتا ہے ہم بیٹھے ہوئے ہیں اور دل چاہ رہا ہوتا ہے کہ نماز نہ پڑھے یہ کون ہمیں بہکاتا ہے یہ ہمارے اندر کا شیطان ہمیں بہکا رہا ہوتا ہے، اسی طریقے سے ہمارے اندر کی خواہشات جو ہمیں گناہ کرنے پر

اُکساتی ہے یہ اندر کا شیطان ہوا اور باہر کے شیطان تو بہت سارے ہیں حالانکہ رمضان میں اصل شیطان قید ہوتا ہے مگر اس نے اپنے بہت سے جال بچھا رکھے ہیں جیسے موبائل، گیمز، ٹی وی شاپنگ میں وقت گزارنا، رات کو دیر تک فضول جاگ کر وقت ضائع کرنا، یہ سب شیطان کے جال ہیں اور باہر کے شیطان ہیں جن سے ہمیں رمضان کے مہینے میں اور رمضان کے بعد بھی پورا سال بچنا ہے۔

تمام بچے غور سے فریدہ خالہ کی باتوں کو سُن رہے تھے گویا سب اپنے اندر ایک تقویٰ کی شیلڈ پیدا کرنے کا فیصلہ کر رہے ہو۔

آمنہ اور حنا نے کہا" فریدہ خالہ اس مرتبہ ہم روزہ کے ذریعے سے ضرور تقویٰ کی طاقت کو حاصل کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ اندر کے اور باہر کے شیطان کا مقابلہ کر سکے۔

اسد نے تلوار کو ہاتھ میں لے کر شیلڈ پر مارتے ہوئے کہا" اس طرح سے۔"

دشمن کون (نظم)

شیطان ہمارا دشمن ہے
اسے دوست نہ اپنا سمجھو تم
ایمان ہمارا چھینے گا
اسلام ہمارا لے لے گا
یہ سجدے ختم کرا دے گا
یہ غاصب ہمیں بنا دے گا
اپنے ہیں بچّو امام زماںؑ
یہ انؑ سے دور کرا دے گا

شیطان ہمارا دشمن ہے
اسے دوست نہ اپنا سمجھو تم
یہ جھوٹ فریب و مکر و رِیا
یہ سب اسی کی فطرت ہے
تہذیب و عقیدہ کرنا تباہ
یہ ہی تو اس کی عادت ہے
جو بھی شیطاں سے دور رہے
اس کی ہی بچو جنّت ہے
شیطان ہمارا دشمن ہے
اسے دوست نہ اپنا سمجھو تم
ہرگز نہ اس کی بات سنو
ہرگز نہ اس کی راہ چنو
تم مہدیؑ کے سپاہی ہو
بس مولاؑ کہتے آگے بڑھو
جب شیطاں تم کو بہکائے
یا مہدیؑ مدد کا نعرہ کہو
شیطان ہمارا دشمن ہے
اسے دوست نہ اپنا سمجھو تم
ہے فرض ہمارا طعن کریں
اس دشمن پر ہم لعن کریں
ہے فرض ہمارا طعن کریں
اس دشمن پر ہم لعن کریں
شیطان ہمارا دشمن ہے
اسے دوست نہ اپنا سمجھو تم

قرآن کی فریاد

نہج البلاغہ خطبہ نمبر 174

"آرہی ہوں بیٹا آرہی ہوں۔۔۔۔۔۔"

بلال کے دروازہ بجانے پر امی دروازے کی طرف بڑھی۔

"آگئے بیٹا اسکول سے کیسا رہا آج کا دن۔" امی نے پیار بھرے لہجے میں کہا۔

بلال نے امی کو السلام علیکم کہا۔۔اور بستے کو جگہ پر رکھتے ہوئے واش روم کی جانب بڑھا۔۔اور وضو کیا۔۔۔سامنے میز پہ رکھے ہوئے قرآن کو سینے سے لگایا۔۔امی یہ سب دیکھ رہی تھی۔

امی نے بلال سے پوچھا "بلال بیٹا آج خیریت تو ہے۔۔۔"

بلال نے امی سے کہا "امی جان! آپ بالکل ٹھیک کہتی تھی ہماری اصل زندگی موبائل نہیں بلکہ قرآن میں ہے۔"

امی نے مسکراہٹ بھرے لہجے میں بلال سے پوچھا "آج یہ عقل کہاں سے آگئی میرے بیٹے کو۔"

بلال نے امی کو بتایا "آج ہمارے اسکول میں اسلامیات کی ٹیچر نے سب بچوں کو ایک ویڈیو دکھائی جسے دیکھ کر مجھے بہت رونا آگیا۔"

امی نے حیرانگی سے پوچھا "کیسی ویڈیو؟"

بلال نے کہا۔۔۔"امی جان آج میں نے پہلی بار موبائل اور قرآن کو بولتے ہوئے سنا۔۔"

امی نے ذرا سی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا "اچھا تو کیا دیکھ لیا میرے بیٹے نے؟"

"امی جان! موبائل اور قرآن آمنے سامنے گفتگو کر رہے تھے۔۔۔ موبائل تو بہت خوش تھا اور خوشی کے ساتھ جھوم رہا تھا اور قرآن سے کہہ رہا تھا۔

"دیکھو مجھے تو سب اپنے ہاتھوں میں اس طرح اُٹھائے پھرتے ہیں کہ نیچے رکھنے کو دل ہی نہیں کرتا۔۔۔

کیونکہ میں سب کے دل کو خوش رکھتا ہوں، چاہے بوڑھے ہو، جوان ہو، یہاں تک کہ بچے بھی مجھ سے بڑے خوش رہتے ہیں۔

بلکہ بچے تو میرے بغیر سوتے بھی نہیں اور بڑوں کو بھی میرے بغیر چین نہیں آتا۔۔۔کیونکہ میں روتے ہوئے بچوں کو کارٹون دکھا کر انہیں خاموش کروا دیتا ہوں یا پھر games کے ذریعے لوگوں کا دل بہلاتا ہوں، ہاہاہاہاہا۔۔۔۔

اور تو اور۔۔۔ان بچوں کی ماما بھی میرے بغیر نہ کچھ خریدتی ہیں، نہ پہنتی ہیں اور نہ گھر کا کوئی سامان لیتی ہیں، سب لوگ مجھے اپنے ہاتھوں میں لے کر طرح طرح کی تصویریں بھی لیتے ہیں۔۔۔"

بلال نے امی کو بتایا۔۔۔"امی جان موبائل ایک بات پر تو بہت ہی خوش تھا اس نے بتایا" میں پڑھائی کے بہانے سے بچوں اور بڑوں کو دوسرے کاموں کی طرف بھی لے جاتا ہوں، یعنی اگر وہ پڑھنے کا ارادہ بھی کرے، تو کوئی نہ کوئی ویڈیو دکھا کر ان کا تمام وقت کھا جاتا ہوں"۔"امی یہ کہہ موبائل زور زور سے ہنسنے لگا۔ہاہاہاہاہا۔۔۔۔۔۔۔"

اور اس نے قرآن سے کہا۔۔۔۔۔۔۔"تمہیں تو لوگ تب کھولتے ہیں جب ان کو ثواب چاہیے ہوتا ہے یا رمضان آجائے یا پھر کوئی مر جائے۔۔۔"

"امی جان!جب موبائل بول رہا تھا اس وقت قرآن خاموش تھا"۔

امی نے بھی بلال کی طرف اُداسی سے دیکھا۔۔"لیکن امی جان پھر قرآن نے بھی کہنا شروع کیا"۔بلال نے بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا

امی جان:"کیا بتایا ؟"

"امی جان!قرآن نے کہا میں جانتا ہوں لوگ تمہیں اپنے ہاتھوں سے دور نہیں کرپاتے اور نہ ہی آنکھوں سے۔۔،اسی وجہ سے آج لوگ ہر طرح کی گمراہی اور طرح طرح کی بیماریوں کا شکار ہیں۔جیسے اب چھوٹے چھوٹے بچوں کی بھی آنکھیں خراب ہو جاتی ہیں تمہاری Rays کی وجہ سے۔۔۔اور وہ بچے جو کھیل کود کی وجہ سے ذہین اور صحت مند ہوتے تھے آج تمہاری وجہ سے سارا سارا دن بستر پر لیٹ کر گزار دیتے ہیں، یہاں تک کہ بڑے لوگ بھی۔۔۔۔۔۔۔اور قرآن نے کہا۔۔"اے کاش۔۔۔!مجھے لوگ اگر دن میں ایک مرتبہ بھی اُٹھا کر پڑھ لیں تو میں ان کی ہر طرح کی مدد کروں گا۔۔۔اُن کو ہدایت دوں گا، اچھے اور بُرے کی تمیز سکھاؤں گا، جو میرے بھیجے جانے کا اصل مقصد ہے۔دلی سکون، تہذیب، ادب، اخلاق جو تم نے سب سے چھین لیا ہے وہ میں انہیں دوں گا۔ مگر لوگ مجھے اچھے سے کپڑے میں لپیٹ کر گھر میں سب سے اوپر رکھ دیتے ہیں اور تب ہی ہاتھ لگاتے ہیں جب انہیں کوئی کام ہو یا ثواب لینا ہو۔۔۔اگر کوئی مجھے کھول کر پڑھ لے تو میں اس کو بتاؤں گا کہ زندگی کیسے گزارتے ہیں۔۔۔اے کاش۔۔!اگر میرے کہنے پر زندگی گزاری جائے تو میں لوگوں کی تمام مشکلات کو دور کر دوں گا۔ جیسے لڑائی جھگڑے۔۔لوگوں میں نا انصافی۔۔علم کی کمی اور یہ سب اس لیے کہ میں عقل و شعور کو روشن کرتا ہوں ۔۔۔اور دیکھو جب کوئی شخص تمہیں اپنے ساتھ گھر سے لے کر نکلتا ہے تو اسے تمہارے ساتھ ساتھ اپنی جان کا بھی خطرہ ہوتا ہے جب کہ اگر مجھے صرف پڑھ کر گھر سے نکلا جائے تو میں اس کی حفاظت کرتا ہوں ۔میرے پاس بہت علم کے خزانے موجود ہیں ۔۔ مگر افسوس آج کے دور میں مجھے بُھلا دیا گیا ہے۔بچوں نے کارٹون اور گیمز کے پیچھے اور بڑوں نے تمام فضولیات اور ڈراموں کے پیچھے مجھے بھلا دیا۔۔۔

نہج البلاغہ

"یہ قرآن ایسا نصیحت کرنے والا ہے جو فریب نہیں دیتا اور ہدایت کرنے والا ہے جو گمراہ نہیں کرتا ایسا بیان کرنے والا ہے جو جھوٹ نہیں بولتا۔"

خطبہ نمبر ۱۷۴

"امی یہ کہتے ہوئے قرآن بھی رو رہا تھا" بلال نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر قرآن نے کہا "میں کل قیامت کے روز رسول اللہؐ سے کہوں گا کہ اللہ کو بتائیں کہ لوگوں نے مجھے کس طرح بھلا دیا تھا۔۔۔"

امی نے بلال کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا "بیٹا بلال یہی وجہ ہے کہ ہمارے ہر امامؑ نے لوگوں کو قرآن کی اہمیت کے بارے میں بتایا، امام علی علیہ سلام بھی نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں "یہ قرآن ایسا نصیحت کرنے والا ہے جو دھوکا نہیں دیتا، ایسا ہدایت کرنے والا ہے جو گمراہ نہیں کرتا اور ایسا بیان کرنے والا ہے جو جھوٹ نہیں بولتا۔" اور جب ایسا ہے تو کیوں نہ ہم قرآن سے بھرپور ہدایت حاصل کریں۔

بلال نے روتے ہوئے امی سے کہا "امی جان! اب سے میں ہر روز قرآن ترجمے کے ساتھ پڑھوں گا تاکہ مجھے سمجھ آئے کہ اللہ مجھے کیسا دیکھنا چاہتا ہے۔"

امی مسکرائی اور بلال کو گلے سے لگایا اور کہا "بیٹے! تم کتنے اچھے ہو جو ان باتوں پر عمل کرنا چاہتے ہو، ورنہ ہر کوئی تمہاری طرح ان باتوں کو نہیں سمجھتا۔۔۔۔"

دنیا کی مثال

ایک قافلہ بہت اندھیری سُرنگ سے گزر رہا تھا کہ ان کے پاؤں میں کنکریاں چُبھنے لگی۔ کچھ لوگوں نے اس خیال سے کہ یہ کسی اور کو نہ چُبھ جائیں، اٹھا کر رکھ لیں۔ کچھ نے زیادہ اٹھائیں، کچھ نے کم اور کچھ نے اٹھائی ہی نہیں۔ جب قافلہ اندھیری سرنگ سے باہر آیا تو دیکھا کہ وہ ہیرے تھے۔ جنھوں نے کم کنکریاں اٹھائیں، وہ پچھتائے کہ کم کیوں اٹھائیں۔ جنہوں نے نہیں اٹھائیں وہ زیادہ پچھتائے کہ کیوں نہیں اُٹھائی۔ دنیا کی زندگی کی مثال اسی اندھیری سرنگ کی طرح ہے اور نیکیاں یہاں کنکریوں کی مانند ہیں۔

اس زندگی میں جو نیکی کی، وہ آخرت میں ہیرے جیسی قیمتی ہوں گی اور انسان ترسے گا کہ اور زیادہ نیکیاں کیوں نہیں کیں۔

نفاق و منافقت از نظر قرآن

دِل کا وائرس

"امی امی دیکھیں ٹی وی پر خبروں میں کیا بتایا جا رہا ہے۔۔امی جلدی آئیں۔۔۔"

اصغر صوفے پر بیٹھا ریموٹ ہاتھ میں لیے بے تابی سے امی کو بلا رہا تھا

"آئی بیٹا آئی" امی مٹر کا پیالہ ہاتھ میں لے کر کمرے میں داخل ہوئی اور صوفے پر بیٹھ گئی۔

"امی! دیکھیں خبروں میں کیا بتایا جا رہا ہے۔۔"

خبر نامہ: کومبو وائرس ایک خطرناک وائرس ہے۔ اس وائرس سے ہمیں اپنے آپ کو اور گھر والوں کو بچانا ہے۔ کمبو وائرس کی علامات یہ ہیں بخار، سر درد، مسلسل چھینکوں کا آنا اور جسم میں درد۔ یہ وائرس بہت تیزی سے بچوں اور بڑوں میں پھیل رہا ہے۔ احتیاطی تدابیر اپنائیں صابن سے بار بار ہاتھ دھوئیں، گھر سے باہر نکلتے ہوئے ماسک پہنیں اور وائرس شدہ مریضوں سے دور رہیں ورنہ یہ مرض آپ کو بھی لگ سکتا ہے۔"

"امی! یہ کیسا وائرس ہے؟ لگتا ہے کوئی نیا وائرس آیا ہے۔"

"جی اصغر بیٹا! ابھی آپ کو بھی خیال رکھنا ہے، جیسا کہ آپ نے سنا کہ یہ بہت تیزی سے پھیل رہا ہے اور جن بچوں میں اور بڑوں میں یہ وائرس لگ چکا ہے ان سے ہمیں بھی دور رہنا ہے، وہ تو اچھا ہے اسکول کی بھی چھٹیاں ہے ورنہ تو اور بھی زیادہ احتیاط کرنی پڑتی۔" امی نے مٹر چھیلتے ہوئے کہا۔

"جی امی میں بالکل احتیاط کروں گا۔ باہر جاؤں گا تو ماسک بھی پہن کر جاؤں گا اور کھانا کھانے سے پہلے بلکہ بار بار ہاتھ بھی دھوؤں گا۔" اصغر نے بھی مٹر چھیلنے میں امی کا ساتھ دیتے ہوئے کہا۔

"بیٹا معلوم ہے نا یہ وائرسز ہمارے جسم کے لیے بہت خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں بعض لوگوں کا مرض پھر شدت اختیار کر لیتا ہے اور پھر انہیں

جان سے بھی ہاتھ دھونا پڑتا ہے اس لیے آپ کو بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔"

"بیٹا آپ کمرے میں جائیں اپنی پڑھائی کریں، مٹر میں خود چھیل لوں گی۔ پھر مغرب کا وقت بھی قریب ہی ہے۔ میں بھی ذرا کچن میں جا کر کھانے کو دیکھتی ہوں۔"

رات کو کھانے کی میز پر اصغر کھانا کھاتے ہوئے "ابو یہ وائرس کس طرح سے ہم پر اٹیک کرتے ہیں مجھے تو ان سے بہت ڈر لگتا ہے۔"

ابو: "وائرس کا تو کام ہی یہی ہوتا ہے کہ ہمارے اندر جا کر ہمیں نقصان پہنچائیں، ہماری ذمہ داری بس احتیاط کرنا ہے تاکہ بیماریوں سے محفوظ رہیں۔"

اصغر: "جی، اچھا ابو جان۔"

ابو: "بیٹا مجھے آپ کو ایک اور خطرے کے بارے میں بھی بتانا ہے، وہ بھی ہمیں بہت نقصان پہنچاتا ہے۔"

"کیا۔۔۔ ایک اور وائرس بھی۔۔۔۔" اصغر نے پریشانی کی حالت میں کہا۔۔۔

"جی بالکل ایک اور وائرس، مگر یہ ہمارے جسم پر نہیں بلکہ ہماری روح پر اٹیک کرتا ہے اور اُسے نقصان پہنچاتا ہے۔ اسی لیے جس طرح ہم جسمانی وائرس سے احتیاط کرتے ہیں اسی طرح اس روحانی وائرس سے بھی احتیاط کرنا چاہیے۔" ابو نے روٹی کا نوالہ توڑتے ہوئے کہا۔

اصغر: "روحانی وائرس! کیا مطلب؟"

ابو: "بیٹا جس طریقے سے جسم پر وائرس لگتے ہیں، اسی طرح سے ہماری روح پر بھی بہت سے وائرس لگتے ہیں جو ہمارے لیے خطرے کا باعث ہوتے ہیں اور جو ہماری روح کو تباہ کر دیتے ہیں۔"

"ابو! وہ کون سا وائرس ہوتا ہے جو ہماری روح پر اٹیک کرتا ہے؟" اصغر کی باتوں سے تو ایسا لگ رہا تھا کہ اس وائرس کا ذکر سن کر اس کی بھوک ہی مٹ گئی ہو اس لیے اُس نے کھانے سے توجہ ہٹا کر سوال پر سوال کرنا شروع کر دیے۔

ابو: یاد ہے بیٹا جب ہم چڑیا گھر گئے تھے اور پھر وہاں سے آنے کے بعد آپ نے منافق کے بارے میں سوال کیا تھا؟"

اصغر: "جی جی ابو۔۔ وہ دو چہرے والے لوگ جو باہر سے کچھ اور اندر سے کچھ اور ہوتے ہیں، مجھے یاد ہے۔"

ابو: "جی بیٹا یہ منافقت کا مرض بھی ایک وائرس کی طرح ہے جو ایک

سے دوسرے کو بھی لگ سکتا ہے۔"

اصغر: "کیا یہ مرض دوسروں کو بھی لگ سکتا ہے؟ کیسے؟"

ابو:"جی بالکل، لگ سکتا ہے، تبھی تو قرآن میں منافق کو مریض کہا ہے، یہ نہیں کہا کہ صرف منافق گنہگار ہوتا ہے، بلکہ کہا کہ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ان کے دلوں میں مرض ہے یعنی اب ان سے دور بھی رہنا ہے۔"

اصغر:"یعنی کیا پھر ایسے لوگوں سے دوستی نہ کریں؟"

ابو:"جی بالکل بیٹا صحیح سمجھا، اگر ہم ان سے دوستی کریں گے، ان کے ساتھ رہیں گے اور ان کے ساتھ ہمارا اٹھنا بیٹھنا ہو گا تو ان کی یہ بیماری یعنی منافقت کی بیماری ہمیں بھی لگ سکتی ہے اور ہم بھی منافق بن سکتے ہیں۔"

اصغر:"یعنی ہم منافق سے دور رہیں؟"

ابو:"جی بیٹا! اگر ہمیں پتہ چل جائے کہ کسی شخص کے اندر یہ والی بیماری ہے تو ہمیں ان سے دور رہنا ہے۔"

اصغر:"کیا ابو ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم ایسے شخص سے جس کے اندر یہ بیماری ہو، دوستی کر لیں تا کہ اسے بھی اس بیماری سے نجات دلا سکیں۔

ابو:(ہنستے ہوئے) اگر ہم ڈاکٹر ہے تو ضرور یہ کام کر سکتے ہیں ورنہ اس کا نقصان ہی ہو گا، ہمارے بیمار ہونے کی صورت میں۔۔۔۔۔

اب جیسے یہ کمبو وائرس اگر کسی کو لگ جاتا ہے اور آپ اس کے پاس جاتے ہیں اور آپ صحت مند بھی ہیں، تو کیا ہو گا؟ آپ کی صحت اُسے

اصغر:"ظاہر سی بات ہے ابو، اس کا وائرس، اس کی بیماری مجھے لگے گی۔ میری صحت اسے کیسے لگ سکتی ہے؟"

ابو:"بیٹا! بالکل اسی طریقے سے اگر کوئی شخص منافق ہے اور ہم اس سے دوستی کرتے ہیں تو ایسا نہیں ہو گا کہ ہماری صحت اس منافق کے مرض ختم کر دے گی بلکہ اس کی منافقت کا مرض ہمیں لگ سکتا ہے اور ہم بھی پھر منافق ہو سکتے ہیں اسی لیے ہمیں بہت زیادہ خیال رکھنا ہے۔"

اصغر:"جی ابو اب سے میں کوشش کروں گا کہ ایسے دوستوں سے ہمیشہ دور رہو۔"

امی:" چلیں اب جلدی سے اپنا کھانا ختم کر لیں پھر سونے کا وقت بھی ہونے والا ہے۔"

مطالعہ کی اہمیت

رہبر معظم سید علی خامنہ ای کا پیغام:

”انسان کے لیے جو چیز سرمائے کے طور پر ہمیشہ باقی رہتی ہے وہ کم عمر (چھوٹی عمر) میں کیا گیا مطالعہ ہے۔ آپ نوجوانوں اور بچوں کو چاہیے کہ جہاں تک ممکن ہو کتابوں کا مطالعہ کیجیے۔“

حضرت خدیجہؓ کی نیکیاں

نیکی کا بدلہ

اسپورٹس کا پیریڈ تھا اور سارے بچے گراؤنڈ میں سر عمران کے آنے کا انتظار کر رہے تھے۔ جیسے ہی سر عمران گیند لے کر آئے سب بچوں نے سر کو سلام کیا اور پوچھا کہ سر بتائیں آج ہم کون سی گیم کھیلیں گے۔ سر عمران نے گیند کو زور سے دیوار پر مارا اور پھر گیند دوبارہ اسی اسپیڈ میں سر عمران کے ہاتھ میں آگئی۔ دو تین بار اس طرح کرنے کے بعد سر عمران نے کہا" بتائیں۔۔۔ آپ بچوں میں کون اس طرح زیادہ مرتبہ کر سکتا ہے؟ جس نے زیادہ catch پکڑے، اس کے زیادہ پوائنٹس ہونگے۔"

سب بچوں نے باری باری آگے بڑھ کر گیند کو دیوار پر مارنا شروع کیا، کسی نے آہستہ سے گیند دیوار پر ماری تو وہ slow speed سے بچے کے ہاتھ میں آئی، کسی نے بہت شدت سے ماری تو اسی شدت سے بچے کے ہاتھ میں آئی، جب سب کی ٹرن آگئی تو ہر طرف سے آواز آنے لگی "اسد جیت گیا، اسد جیت گیا"۔ کیونکہ اسد کے سب سے زیادہ پوائنٹس ہو چکے تھے۔ سب بچوں نے اسد کے لیے تالیاں بجائی اور سب کو اس گیم میں بہت مزہ آیا۔ اسپورٹس کا پیریڈ ختم ہونے میں تھوڑا ہی وقت باقی تھا تو سر عمران نے سب بچوں کو گراؤنڈ میں بٹھا دیا اور کہنے لگے۔ اس کھیل میں گیم کے ساتھ ساتھ ہم سب کے لیے ایک message بھی ہے اور وہ یہ کہ جب ہم کوئی نیکی کرتے ہیں تو ہمیں اُس نیکی کا اجر ضرور میں ملتا ہے اور اگر اللہ کی راہ میں کچھ دیتے ہیں تو وہ بھی ضرور ہماری طرف واپس آجاتا ہے، جس طرح جب ہم نے بال کو دیوار پر مارا تو وہ واپس ہماری طرف واپس آگئی۔۔۔ جیسے جب ہم درود پڑھتے ہیں تو اللہ ہم پر اپنی رحمتیں نازل کرتا ہے اور جب ہم صدقہ یا زکوۃ دیتے ہیں تو اس سے نہ صرف اللہ ہمارے مال کی حفاظت کرتا ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ہمارے مال اور رزق کو زیادہ بھی کر دیتا ہے۔۔۔۔"

اسد نے ہاتھ اٹھایا جیسے وہ کچھ بتانا چاہتا ہو۔۔۔ اور سر سے پوچھا" سر کیا میں کچھ بتا سکتا ہوں"۔ "ضرور، ضرور"۔ سر عمران نے اسد کو جواب دیا۔

اسد نے کہا" سر میری ماما نے مجھے بتایا تھا حضرت خدیجہؓ جو رسول اللہؐ کی زوجہ تھیں اور رسول اللہؐ پر خواتین میں سب سے پہلے ایمان لائیں تھیں، انہوں نے بھی اپنا تمام مال اللہ کی راہ میں یعنی دینِ اسلام پر خرچ

کر دیا تھا پھر اللہ نے اس کے صلے میں انہیں جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ

علیہا جیسی بیٹی عطا کی جو جنت کی خواتین کی سردار ہیں۔۔۔۔"

پھر ایک بچے نے پوچھا۔۔۔"سر کیا اسد صحیح کہہ رہا ہے؟؟؟

"جی بالکل ایسا ہی ہے۔ حضرت خدیجہؑ نے اپنا تمام مال اللہ کی راہ میں دے کر اللہ کی خوشنودی حاصل کرلی تھی کیونکہ بی بی خدیجہؑ نے اس وقت اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا اور رسولؐ کی مدد کی جب کوئی رسولؐ کا مددگار نہ تھا"۔ سر نے سب کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر حضرت خدیجہؑ نے اپنا مال کیوں خرچ کیا؟" بلال نے ایک اور سوال کیا۔

"کیونکہ اس وقت نئے مسلمان ہونے والوں کو مال و دولت کی بہت ضرورت تھی اس لیے بی بی خدیجہؑ نے اپنا تمام مال رسول اللہؐ کے حوالے کر دیا۔ کیونکہ وہ اس عمل سے اللہ اور اس کے رسولؐ کی رضا حاصل کرنا چاہتی تھیں اور بچو! ۱۰ رمضان المبارک اُن کی شہادت کا دن ہے۔"

پھر ٹیچر نے سب بچوں سے پوچھا "اب کون کون چاہتا ہے کہ حضرت خدیجہؑ کی طرح ماہِ رمضان اور عید سے پہلے اپنے آس پاس کے اُن تمام لوگوں کی مدد کریں جو پیسے نہ ہونے کی وجہ سے پریشان ہیں؟"

سب بچوں نے ہاتھ اٹھائے اور کہا "ٹیچر ہم سب گروپ بنا کر رمضان سے پہلے تمام ضرورت کی چیزیں جمع کر کے ان لوگوں تک پہنچائیں گے جو ضرورت مند ہیں۔"

سر نے مسکرا کر تمام بچوں کو شاباشی دی اور اس گروپ کا نام بھی "نیکی گروپ" رکھ دیا۔۔

حضرت خدیجہؑ (نظم)

انفاق کا ایثار کا پیغام خدیجہؑ
محتاج ہے اب تک ترا اسلام خدیجہؑ

محبوبِ خدا احمدِ مرسل وہ مصطفیٰؐ
احساں ترا مانے ہے صبح و شام خدیجہؑ

آویزاں ہے جن پر ترے ہی نام کی تختی
وہ شہرِ علم کے ہیں در و بام خدیجہؑ

پہلے ہی مصطفیٰؐ سے شرف یہ ملا ان کو
کوثر کا پا گئیں ہیں سنو جام خدیجہؑ

لازم ہے ہر اک ورق پہ ہر سطر میں بچو
اسلام کی بقا کو ترا نام خدیجہؑ

احمدؐ کو غنی رب نے ترے ذریعے کیا ہے
اللہ کا یہ تجھ پہ ہے انعام خدیجہؑ

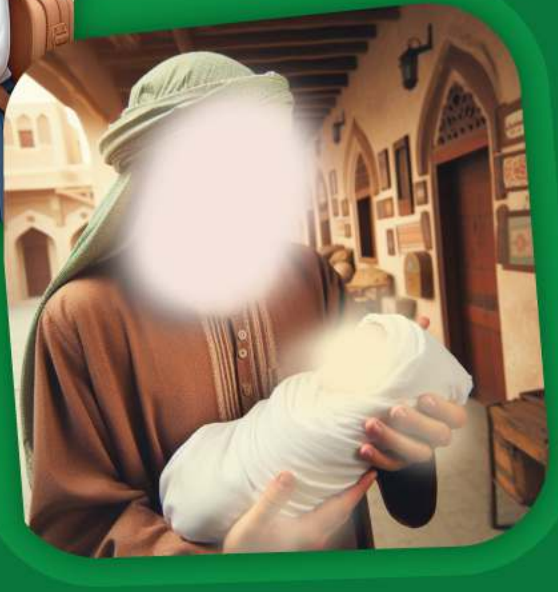

Avialable At: kids.mashrabenaab.com
Contact: 0341-9437476